ع ص م

556

(ض)	عَصْمًا	کسی کو کسی کو بچانا۔ ﴿وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ﴾ (5/المائدہ:67) ''اور اللہ بچائے گا آپ کو لوگوں سے۔''
	عَاصِمٌ	اسم الفاعل ہے۔ بچانے والا۔ ﴿مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ﴾ (10/یونس:27) ''ان کے لیے نہیں ہے اللہ سے کوئی بچانے والا۔''
	عِصَمٌ	اسم ذات ہے۔ بچاؤ۔ حفاظت۔ اس مفہوم کے ساتھ نکاح کے لیے آتا ہے۔ ﴿وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ﴾ (60/الممتحنۃ:10) ''اور تم لوگ مت تھامو یعنی مت قائم رکھو کافر عورتوں کے نکاح کو۔''
(افتعال)	اِعْتِصَامًا	بچاؤ یا حفاظت کے لیے کسی چیز کو مضبوطی سے پکڑنا۔ آیت زیر مطالعہ۔
	اِعْتَصِمْ	تو مضبوطی سے پکڑ۔ ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا﴾ (3/آل عمران:103) ''اور تم لوگ مضبوطی سے پکڑو اللہ کی رسی کو، سب کے سب۔''
(استفعال)	اِسْتِعْصَامًا	بچاؤ یا حفاظت چاہنا یعنی باز رہنا۔ ﴿وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ ؕ﴾ (12/یوسف:32) ''میں نے پھسلایا اس کو اس کے نفس سے تو وہ باز رہا۔''

ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْۤا	اِنْ تُطِيْعُوْا	فَرِيْقًا	مِّنَ الَّذِيْنَ
اے لوگو جو	ایمان لائے	اگر تم لوگ اطاعت کرو گے	کسی فریق کی	ان میں سے جن کو

اُوْتُوا	الْكِتٰبَ	يَرُدُّوْكُمْ	بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ	كٰفِرِيْنَ
دی گئی	کتاب	تو وہ لوگ پھیر دیں گے تم کو	تمہارے ایمان کے بعد	کفر کرنے والا ہوتے ہوئے

وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ	وَ	اَنْتُمْ	تُتْلٰى عَلَيْكُمْ
اور تم لوگ کیسے کفر کرو گے	حالانکہ (یعنی جب کہ)	تم لوگ ہو (کہ)	پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تم کو

اٰيٰتُ اللّٰهِ	وَ	فِيْكُمْ	رَسُوْلُهٗ	وَمَنْ يَّعْتَصِمْ
اللہ کی آیتیں	اور (جب کہ)	تم لوگوں میں ہے	اس کا رسول	اور جو مضبوطی سے پکڑے گا

بِاللّٰهِ	فَقَدْ هُدِيَ	اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ
اللہ کو	تو لازماً اس کی راہنمائی کی جائے گی	ایک سیدھے راستے کی طرف

آیت نمبر (102 تا 103)

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝۱۰۲ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ
جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ
بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ
لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۱۰۳﴾

ح ب ل

(ن) حَبۡلًا رسی سے باندھنا۔
حَبۡلٌ ج حِبَالٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔رسی۔معاہدہ۔﴿ فَاَلۡقَوۡا حِبَالَهُمۡ وَعِصِيَّهُمۡ ﴾ (26/الشعراء:44) ''تو انہوں نے ڈالیں اپنی رسیاں اور اپنی لاٹھیاں۔''

ش ف و

(ن) شَفۡوًا چاند نکلنا۔کسی چیز کا کنارہ ظاہر ہونا۔
شَفَا ہر چیز کا کنارہ۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ح ف ر

(ض) حَفۡرًا مٹی کھودنا۔گڑھا بنانا۔
حَافِرَةٌ اسم الفاعل ہے۔مٹی کھودنے والا۔پھر استعارۃً گھوڑے کے سم اور دوسرے قدموں کے لیے آتا ہے جو چلتے وقت مٹی اُڑاتے ہیں۔﴿ ءَاِنَّا لَمَرۡدُوۡدُوۡنَ فِي الۡحَافِرَةِ ﴾ (79/النّٰزعٰت:10)''کیا ہم لوگ ضرور لوٹائے جانے والے ہیں قدم میں یعنی اُلٹے پاؤں۔''
حُفۡرَةٌ اسم ذات ہے۔گڑھا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ن ق ذ

(ن) نَقۡذًا نجات دینا۔چھوڑنا۔
(افعال) اِنۡقَاذًا کسی آنے والی مصیبت سے بچانا۔آیت زیرِ مطالعہ۔
(استفعال) اِسۡتِنۡقَاذًا کسی مصیبت میں گرفتار کو چھڑانا۔نجات دلانا۔﴿ وَ اِنۡ يَّسۡلُبۡهُمُ الذُّبَابُ شَيۡـًٔا لَّا يَسۡتَنۡقِذُوۡهُ مِنۡهُ ﴾ (22/الحج:73)''اور اگر چھین لے ان سے مکھی کوئی چیز تو وہ لوگ نہ چھڑا سکیں اس کو اس سے۔''

ترکیب

جَمِيۡعًا تمیز ہے۔تَفَرَّقُوۡا کی ایک ''تا'' گری ہوئی ہے یعنی یہ فعل نہی لَا تَتَفَرَّقُوۡا ہے۔ كُنۡتُمۡ کی خبر اَعۡدَآءً ہے۔ اَصۡبَحۡتُمۡ فعل ناقص ہے۔اس کا اسم اَنۡتُمۡ کی ضمیر ہے اور اِخۡوَانًا اس کی خبر ہے۔وَكُنۡتُمۡ کی خبر محذوف ہے جو قَآئِمًا ہو سکتی ہے۔عَلٰى شَفَا حُفۡرَةٍ قائم مقام خبر ہے۔فَاَنۡقَذَ کا فاعل اس میں هُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے۔يُبَيِّنُ کا مفعول ہونے کی وجہ سے اٰيٰتِهٖ منصوب ہے۔

ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ	اٰمَنُوا	اتَّقُوا	اللّٰهَ	حَقَّ تُقٰتِهٖ
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ تقوی کرو	اللہ کا	(جیسا کہ) اس کے تقویٰ کا حق ہے

وَلَا تَمُوۡتُنَّ	اِلَّا	وَ	اَنۡتُمۡ	مُّسۡلِمُوۡنَ
اور تم لوگ ہرگز مت مرنا	مگر	اس حال میں کہ	تم لوگ	فرمانبرداری کرنے والے ہو

وَاعۡتَصِمُوۡا	بِحَبۡلِ اللّٰهِ	جَمِيۡعًا	وَّلَا تَفَرَّقُوۡا
اور تم لوگ مضبوطی سے پکڑو	اللہ کی رسی کو	سب کے سب	اور تم لوگ پھٹ کر الگ الگ مت ہو

وَاذْكُرُوْا	نِعْمَتَ اللّٰهِ	عَلَيْكُمْ	اِذْ كُنْتُمْ	اَعْدَآءً	فَاَلَّفَ
اور یاد کرو	اللہ کی نعمت کو	اپنے اوپر	جب تم لوگ	دشمن تھے	پھر اس نے محبت پیدا کی

بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ	فَاَصْبَحْتُمْ	بِنِعْمَتِهٖٓ	اِخْوَانًا	وَكُنْتُمْ	عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ
تمہارے دلوں کے درمیان	تو تم لوگ ہو گئے	اس کی نعمت سے	بھائی بھائی	اور تم لوگ تھے	ایک گڑھے کے کنارے پر

مِّنَ النَّارِ	فَاَنْقَذَكُمْ	مِّنْهَا ؕ	كَذٰلِكَ	يُبَيِّنُ	اللّٰهُ	لَكُمْ
آگ میں سے	پھر اس نے بچایا تم کو	اس سے	اس طرح	واضح کرتا ہے	اللہ	تمہارے لیے

اٰيٰتِهٖ	لَعَلَّكُمْ	تَهْتَدُوْنَ
اپنی آیتوں کو	شائد کہ تم لوگ	ہدایت پاؤ

نوٹ۔1

سمجھنے والی بات یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں اختلاف سے نہیں منع کیا ہے بلکہ تفرقہ سے روکا ہے اختلاف ایک فطری امر ہے اس لیے یہ تو ہوگا اور رہے گا۔ اختلاف تو صحابہ کرامؓ میں بھی تھا لیکن اس کی بنیاد پر پھٹ کر ایک دوسرے سے الگ ہو جانا اور ایک دوسرے کی مخالفت کرنا تفرقہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس حرکت سے منع کیا ہے۔

آیت زیر مطالعہ کی تفسیر میں مفتی محمد شفیعؒ نے کافی تفصیل سے اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے اور اس کے آخر میں فرمایا ہے کہ ”اگر قرآن پر مجتمع رہتے ہوئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح وتفصیل کو قبول کرتے ہوئے اپنی فطری استعداد اور دماغی صلاحیتوں کی بنا پر فروع میں (یعنی جزوی باتوں میں) اختلاف کیا جائے تو یہ اختلاف فطری ہے اور اسلام اس سے منع نہیں کرتا۔ صحابہؓ وتابعین اور ائمہ فقہاء کا اختلاف اسی قسم کا اختلاف تھا اور اسی اختلاف کو رحمت قرار دیا گیا ہے ہاں اگر ان ہی فروعی بحثوں کو اصل دین قرار دیا جائے اور ان میں اختلاف کو جنگ وجدل اور سب وشتم کا ذریعہ بنا لیا جائے تو یہ بھی مذموم ہے۔“
(معارف القرآن)

آیت نمبر(104تا105)

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۰۵﴾ لا﴾

ن ک ر

(س) نَكِرًا　(۱) کسی چیز کا عرفان نہ ہونا۔ کسی کو اجنبی سمجھنا۔ (۲) ناگوار ہونا۔ برا ہونا (اجنبیت انسان کو اچھی نہیں لگتی) ﴿نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ﴾ (11/ھود:70) ”انہوں نے اجنبی سمجھا ان کو اور محسوس کیا ان سے خوف۔“

نَكِيْرٌ　فَعِيْلٌ کا وزن ہے۔ اسم ذات کے معنی میں آتا ہے۔ ناواقفیت۔ روک ٹوک کرنے والا۔ ﴿فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۵﴾ ع﴾ (34/سبا:45) ”تو کیسی تھی مجھ سے ناواقفیت۔“

﴿ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىِٕذٍ وَّ مَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴾ (42/الشوریٰ: 47) ''تمہارے لیے نہیں ہوگی کسی قسم کی کوئی پناہ گاہ اس دن اور تمہارے لیے نہیں ہوگا کوئی روک ٹوک کرنے والا۔''

نُكُرٌ اور نُكْرٌ: صفت ہے۔ ناگوار۔ برا۔ ﴿ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا ﴾ (18/الکہف: 87) ''تو وہ عذاب دے گا اس کو، ایک برا عذاب۔'' ﴿ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ ﴾ (54/القمر: 6) ''جس دن بلائے گا بلانے والا ایک ناگوار چیز کی طرف۔''

اَنْكَرُ: افعل التفضیل ہے۔ زیادہ برا۔ زیادہ ناگوار۔ ﴿ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴾ (31/لقمٰن: 19) ''بیشک ناگوارترین آواز گدھے کی آواز ہے۔''

(افعال) **اِنْكَارًا**: واقفیت کا اقرار نہ کرنا۔ پہچاننے سے انکار کرنا۔ ﴿ يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا ﴾ (16/النحل: 83) ''وہ لوگ پہچانتے ہیں اللہ کی نعمت کو پھر پہچاننے سے انکار کرتے ہیں اس کا۔''

مُنْكِرٌ: اسم الفاعل ہے۔ نہ پہچاننے والا۔ انکار کرنے والا۔ ﴿ فَعَرَفَهُمْ وَ هُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ﴾ (12/یوسف: 58) ''تو اس نے پہچانا ان کو اور وہ لوگ اس کو نہ پہچاننے والے تھے۔'' ﴿ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ ﴾ (16/النحل: 22) ''ان کے دل انکار کرنے والے ہیں۔''

مُنْكَرٌ: اسم المفعول ہے اور صفت کے طور پر بھی آتا ہے۔ (۱) نہ پہچانا ہوا۔ اجنبی (۲) ناگواری۔ (۳) برائی (جس کو انسانی فطرت نہیں پہچانتی)۔ ﴿ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ﴾ (15/الحجر: 62) ''بیشک تم لوگ ایک اجنبی قوم ہو۔'' ﴿ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِيْ وُجُوْهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ﴾ (22/الحج: 72) ''اور جب کبھی پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ان کو ہماری واضح آیات تو تو دیکھتا ہے ان کے چہروں کو جنہوں نے کفر کیا، ناگواری کو۔'' برائی کے مفہوم میں آیت زیرِ مطالعہ میں آیا ہے۔

(تفعیل) **تَنْكِيْرًا**: کسی کو ناقابلِ پہچان بنانا۔ کسی کا بھیس بدلنا۔

نَكِّرْ: فعل امر ہے۔ تو بھیس بدل دے۔ ﴿ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا ﴾ (27/النمل: 41) ''تم لوگ بھیس بدل دو اس کے لیے اس کے تخت کا۔''

ترکیب

وَلْتَكُنْ، كَانَ کا فعل امر غائب میں واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے اور یہ كَانَ تامہ ہے۔ اُمَّةٌ اس کا فاعل ہے اور کرہ مخصوصہ ہے۔ يَدْعُوْنَ، يَاْمُرُوْنَ اور يَنْهَوْنَ اس کی خصوصیت ہیں۔ اُمَّةٌ مؤنث غیر حقیقی ہے اس لیے مذکر کے صیغے بھی جائز ہیں اور اسم جمع ہے اس لیے جمع کے صیغے آئے ہیں۔ تَفَرَّقُوْا فعل ماضی کا جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ جَآءَ کا فاعل اَلْاٰيٰتُ محذوف ہے، اَلْبَيِّنٰتُ اس کی صفت ہے اور مؤنث غیر حقیقی ہونے کی وجہ سے فعل جَآءَتْ کے بجائے جَآءَ بھی درست ہے۔

ترجمہ

وَلْتَكُنْ	مِّنْكُمْ	اُمَّةٌ	يَّدْعُوْنَ	اِلَى الْخَيْرِ
اور چاہیے کہ ہو	تم لوگوں میں	ایک گروہ جو	دعوت دے	بھلائی کی طرف

وَيَاْمُرُوْنَ	بِالْمَعْرُوْفِ	وَيَنْهَوْنَ	عَنِ الْمُنْكَرِ	وَاُولٰٓىِٕكَ
اور تاکید کرے	نیکی کی	اور منع کرے	برائی سے	اور وہ لوگ

هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ	وَلَا تَكُوْنُوْا	كَالَّذِيْنَ	تَفَرَّقُوْا
ہی مُراد پانے والے ہیں	اور تم لوگ مت ہونا	ان کی مانند جو	پھٹ کر الگ الگ ہوئے

وَاخْتَلَفُوْا	مِنْ بَعْدِ مَا	جَآءَهُمُ	الْبَيِّنٰتُ	وَاُولٰٓئِكَ
اوراختلاف کیا	اس کے بعد کہ جو	آئیں ان کے پاس	واضح (نشانیاں)	اور یہ وہ لوگ ہیں

لَهُمْ	عَذَابٌ عَظِيْمٌ
جن کے لیے	ایک عظیم عذاب ہے

نوٹ۔1

ہمارے جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں سے کچھ زیادہ وسیع النظر اور لبرل قسم کے افراد اس آیت سے استدلال کرتے ہیں کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرض تو ہے لیکن یہ فرضِ کفایہ ہے، فرضِ عین نہیں ہے۔ لیکن علامہ ابن کثیرؒ نے یہ مطلب نہیں لیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ''یہ یاد رہے کہ ہر ہر متنفس پر تبلیغ حق فرض ہے تاہم ایک جماعت تو خاص اسی کام میں مشغول رہنی چاہیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم میں سے جو کوئی کسی برائی کو دیکھے اسے ہاتھ سے دفع کر دے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے۔ اگر یہ بھی نہ کر سکتا ہو تو اپنے دل سے اسے متغیر کرے۔ یہ ضعیف ایمان ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر)

مفتی محمد شفیعؒ کا کہنا ہے کہ ''اپنی اصلاح کے ساتھ دوسروں کی اصلاح کی ذمہ داری ہر مسلمان پر ڈالنے کے لیے قرآنِ کریم میں بہت سے واضح ارشادات وارد ہوئے ہیں۔'' انہوں نے سورۃ العصر کا حوالہ دیا ہے جس کے مطابق خسارے سے صرف وہی انسان بچے گا جو ایمان اور عملِ صالح کے ساتھ دوسروں کو حق اور صبر کی تاکید کرے گا۔ نیز آیت نمبر۔3/110 کا بھی حوالہ دیا ہے جس میں پوری اُمت پر یہ فرض عائد کیا گیا ہے۔ (معارف القرآن)

ہمارے لبرل بھائیوں کے ذہنوں میں اس ضمن میں اور بھی بہت سی الجھنیں ہیں۔ ان کا تسلی بخش جواب مفتی محمد شفیعؒ نے اس آیت کی تفسیر میں دیا ہے اور حق تو یہ ہے کہ حق ادا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان میں سے چند اہم نکات ہم اپنے الفاظ میں دے رہے ہیں۔

1۔ خیر کی تعریف خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادی ہے کہ خیر سے مراد قرآن اور میری سنت کا اتباع ہے۔ اسی طرح منکر میں وہ تمام برائیاں داخل ہیں جن کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ناجائز قرار دینا معلوم ومعروف ہو۔

2۔ کسی شخص کو اگر قرآن وحدیث کے مطابق معروف اور منکر کا علم نہیں تو اس پر یہ علم حاصل کرنا فرض ہے، لیکن اس خدمت کے لیے کھڑا ہونا جائز نہیں ہے۔ اس لیے جاہل واعظین اور عوام سے سنی سنائی غلط باتوں پر لوگوں سے جھگڑا کرنا جائز نہیں۔

3۔ قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر امت کے ہر فرد پر لازم ہے۔ البتہ ہر فرد پر اس کی استطاعت اور قدرت کے مطابق یہ فریضہ عائد ہوگا۔

4۔ ایک شخص جب تک متعلقہ علم حاصل کرنے کا فرض ادا نہیں کرتا، اُس وقت تک یہ فریضہ اس کی استطاعت کے باہر ہے۔

5۔ ایک شخص کو ہاتھ سے یا زبان سے کسی برائی کو روکنے میں کوئی شدید خطرہ لاحق ہو تو یہ فریضہ اس کی قدرت سے باہر ہے اس لیے اس کے ترک کرنے پر اس کو گناہ نہیں ہوگا۔ البتہ اگر کوئی نقصان برداشت کر کے بھی یہ فریضہ سرانجام دیتا ہے تو یہ بڑی فضیلت کی بات ہے، لیکن ایسا کرنا اس پر فرض یا واجب نہیں تھا۔

6۔ جو امور واجب ہیں ان میں معروف کا امر اور منکر سے نہی کرنا واجب ہے اور مستحب امور میں ایسا کرنا مستحب ہے، واجب نہیں ہے۔

7۔ روکنے ٹوکنے کا معاملہ صرف ان مسائل میں ہوگا جو امت میں مشہور و معروف اور سب کے نزدیک متفق علیہ ہیں۔ اجتہادی مسائل جن میں اصول شرعیہ کے ماتحت آراء ہو سکتی ہیں۔ ان میں یہ روک ٹوک کا سلسلہ نہ ہونا چاہیے۔

آیت نمبر (106 تا 109)

﴿ یَّوۡمَ تَبۡیَضُّ وُجُوۡہٌ وَّ تَسۡوَدُّ وُجُوۡہٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اسۡوَدَّتۡ وُجُوۡہُہُمۡ ۟ اَکَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِیۡمَانِکُمۡ
فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ بِمَا کُنۡتُمۡ تَکۡفُرُوۡنَ ﴿۱۰۶﴾ وَ اَمَّا الَّذِیۡنَ ابۡیَضَّتۡ وُجُوۡہُہُمۡ فَفِیۡ رَحۡمَۃِ اللّٰہِ ؕ ہُمۡ فِیۡہَا
خٰلِدُوۡنَ ﴿۱۰۷﴾ تِلۡکَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتۡلُوۡہَا عَلَیۡکَ بِالۡحَقِّ ؕ وَ مَا اللّٰہُ یُرِیۡدُ ظُلۡمًا لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۱۰۸﴾ وَ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَ اِلَی اللّٰہِ تُرۡجَعُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۱۰۹﴾ ﴾

ذ و ق

(ن) ذَوۡقًا: کسی چیز کا مزہ چکھنا۔ ﴿ فَذَاقُوۡا وَبَالَ اَمۡرِہِمۡ ﴾ (64/التغابن: 5) ''تو ان لوگوں نے چکھا اپنے کام کا وبال۔''

ذُقۡ: فعل امر ہے۔ تو چکھ۔ آیت زیر مطالعہ۔

ذَآئِقٌ: اسم الفاعل ہے۔ چکھنے والا۔ ﴿ کُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَۃُ الۡمَوۡتِ ﴾ (29/العنکبوت: 57) ''ہر ایک جان موت کو چکھنے والی ہے۔''

(افعال) اِذَاقَۃً: کسی کو مزہ چکھانا۔ ﴿ وَاِذَآ اَذَقۡنَا النَّاسَ رَحۡمَۃً فَرِحُوۡا بِہَا ﴾ (30/الزمر: 36) ''اور جب کبھی ہم مزہ چکھاتے ہیں لوگوں کو کسی رحمت کا تو وہ لوگ خوش ہوتے ہیں اس سے۔''

ترکیب

وُجُوۡہٌ غیر عاقل کی جمع مکسر ہے اس لیے افعال واحد مؤنث کے صیغوں میں آئے ہیں۔ اَکَفَرۡتُمۡ سے پہلے فَیُقَالُ لَہُمۡ محذوف ہے۔ فِیۡ رَحۡمَۃِ اللّٰہِ کا مبتداء ہُمۡ محذوف ہے اور اس کی خبر بھی محذوف ہے۔ مَا کا اسم اَللّٰہُ ہے اور اس کی خبر جملہ فعلیہ یُرِیۡدُ ظُلۡمًا ہے اور یہ پورا جملہ محلاً منصوب ہے جب کہ ظُلۡمًا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ لِلّٰہِ پر لام تملیک ہے۔

ترجمہ

یَّوۡمَ	تَبۡیَضُّ	وُجُوۡہٌ	وَّتَسۡوَدُّ	وُجُوۡہٌ	فَاَمَّا الَّذِیۡنَ
جس دن	سفید ہوں گے	کچھ چہرے	اور سیاہ ہوں گے	کچھ چہرے	پس وہ لوگ جو ہیں

اسۡوَدَّتۡ	وُجُوۡہُہُمۡ	اَکَفَرۡتُمۡ	بَعۡدَ اِیۡمَانِکُمۡ
سیاہ ہوئے	جن کے چہرے	(کہا جائے گا) کیا تم نے کفر کیا	اپنے ایمان کے بعد

فَذُوْقُوا	الْعَذَابَ	بِمَا	كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ
(اچھا تو) پھر تم لوگ مزہ چکھو	عذاب کا	بسبب اس کے جو	تم لوگ کفر کیا کرتے تھے

وَاَمَّا الَّذِيْنَ	ابْيَضَّتْ	وُجُوْهُهُمْ	فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ
اور وہ لوگ جو ہیں	سفید ہوئے	جن کے چہرے	تو (وہ لوگ) اللہ کی رحمت میں ہوں گے

هُمْ	فِيْهَا	خٰلِدُوْنَ	تِلْكَ	اٰيٰتُ اللّٰهِ	نَتْلُوْهَا
وہ لوگ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں	یہ	اللہ کی آیتیں ہیں	ہم پڑھ کر سناتے ہیں انہیں

عَلَيْكَ	بِالْحَقِّ	وَمَا اللّٰهُ	يُرِيْدُ	ظُلْمًا	لِّلْعٰلَمِيْنَ
آپ کو	حق سے	اور اللہ	ارادہ نہیں کرتا	کسی ظلم کا	تمام جہانوں کے لیے

وَلِلّٰهِ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِي الْاَرْضِ
اور اللہ کا ہی ہے	وہ (سب) جو	آسمانوں میں ہے	اور وہ (سب) جو	زمین میں ہے

وَاِلَى اللّٰهِ	تُرْجَعُ	الْاُمُوْرُ
اور اللہ کی طرف ہی	لوٹائے جائیں گے	تمام کام

نوٹ۔1

چہرے کا سفید یا سیاہ ہونا عربی محاورے ہیں۔ جیسے سرخ رو ہونا اُردو محاورہ ہے۔ اس میں چہرے کا سرخ ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب ہے کامیابی کے تاثرات کا چہرے پر نمایاں ہونا۔ اسی طرح عربی میں چہرے کے سفید یا سیاہ ہونے کا مطلب ہے کامیابی کے تاثرات اور ناکامی کے تاسف کا چہرے پر نمایاں ہونا۔

آیت نمبر (110 تا 111)

﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ
اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ١١٠ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ
اَذًى ؕ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ١١١ ﴾

د	ب	ر

(ن)　دَبْرًا: کسی چیز کا اپنے اختتام کو پہنچنا۔ پیچھے تک یا آخر تک یا انجام تک پہنچنا۔

دَابِرٌ: اسم الفاعل ہے۔ آخر تک پہنچنے والا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ قرآن مجید میں یہ لفظ کسی چیز کی جڑ کے لیے آیا ہے۔ ﴿فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ﴾ (6/الانعام:45) ''تو کاٹی گئی اس قوم کی جڑ جنہوں نے ظلم کیا۔''

دُبُرٌ: ج اَدْبَارٌ۔ کسی چیز کا پچھلا یا آخری حصہ۔ پیٹھ۔ آخر۔ ﴿وَ قَدَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ﴾ (12/یوسف:25) ''اور اس عورت نے پھاڑا اس کی قمیض کو پیچھے سے۔'' ﴿وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ ٤٠﴾ (50/قٓ:40) ''اور رات میں سے تسبیح کر اس کی اور سجدوں کے آخر میں۔''

(افعال) اِدْبَارًا: کسی طرف پیٹھ کرنا۔اعراض کرنا۔﴿ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى ﴾ (70/المعارج:17)''بلاتی ہے اس کوجس نے اعراض کیااور منہ پھیرا۔''

مُدْبِرٌ: اسم الفاعل ہے۔ پیٹھ پھیرنے والا۔ اعراض کرنے والا۔ ﴿ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ﴾ (9/التوبۃ:25)''پھرتم لوگ بھاگے پیٹھ پھیرنے والا ہوتے ہوئے۔''

(تفعیل) تَدْبِيْرًا: کسی کواس کے آخر یا انجام تک پہنچانا۔کسی کام کی تدبیر کرنا۔﴿ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ﴾ (32/السجدہ:5)''وہ انجام تک پہنچاتا ہےتمام کام کوآسمان سے زمین کی طرف۔''

مُدَبِّرٌ: اسم الفاعل ہے۔تدبیر کرنے والا۔﴿ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا ﴾ (79/النّٰزعٰت:5)''پھرکسی کام کی تدبیرکرنے والیاں۔''

(تفعّل) تَدَبُّرًا: کسی کے آخر یا انجام تک پہنچنے کی کوشش کرنا۔غور وفکر کرنا۔﴿ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ﴾ (4/النساء:82)''توکیا یہ لوگ غوروفکرنہیں کرتے قرآن میں۔''

ترکیب

كُنْتُمْ کا اسم اس میں اَنْتُمْ کی ضمیر ہےاور خَيْرَ اُمَّةٍ اس کی خبر ہےاس لیے خَيْرَ منصوب ہے۔اُمَّةٍ نکرہ مخصوصہ ہے۔ اُخْرِجَتْ سے تُؤْمِنُوْنَ تک اس کی خصوصیات ہیں۔اَلْمُؤْمِنُوْنَ مبتداء موخر ہے، اس کی خبر مَوْجُوْدٌ محذوف ہے اور مِنْهُمْ قائم مقام خبرمقدم ہے۔اَكْثَرُهُمْ مبتداء ہےاور اَلْفٰسِقُوْنَ خبرمعرفہ ہےاس کی ضمیر فاصل هُمْ محذوف ہے۔

ترجمہ

كُنْتُمْ	خَيْرَ اُمَّةٍ	اُخْرِجَتْ	لِلنَّاسِ	تَاْمُرُوْنَ
تم لوگ	ایک ایسی بہترین امت ہوجو	نکالی گئی	لوگوں کے لیے	تم لوگ تلقین کرتے ہو

بِالْمَعْرُوْفِ	وَتَنْهَوْنَ	عَنِ الْمُنْكَرِ	وَتُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ
نیکی کی	اور منع کرتے ہو	برائی سے	اورتم لوگ ایمان لاتے ہو	اللہ پر

وَلَوْ	اٰمَنَ	اَهْلُ الْكِتٰبِ	لَكَانَ خَيْرًا	لَّهُمْ	مِنْهُمُ
اوراگر	ایمان لاتے	اہل کتاب	تویقینا بہترہوتا	ان کے لیے	ان میں سے

الْمُؤْمِنُوْنَ	وَ	اَكْثَرُهُمُ	الْفٰسِقُوْنَ
ایمان لانے والے(بھی) ہیں	اور(یعنی جب کہ)	ان کی اکثریت	نافرمانی کرنے والی(ہی) ہے

لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ	اِلَّآ	اَذًى	وَاِنْ	يُّقَاتِلُوْكُمْ
ہرگزنقصان نہیں پہنچائیں گےتم لوگوں کو	مگر	کچھ اذیت	اوراگر	وہ لوگ جنگ کریں گےتم سے

يُوَلُّوْكُمُ	الْاَدْبَارَ	ثُمَّ	لَا يُنْصَرُوْنَ
تووہ پھیریں گےتمہاری طرف	پیٹھوں کو	پھر	ان کی مددنہیں کی جائے گی

آیت نمبر(112 تا 113)

﴿ضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ اَيۡنَ مَا ثُقِفُوۡۤا اِلَّا بِحَبۡلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبۡلٍ مِّنَ النَّاسِ وَ بَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ
وَ ضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الۡمَسۡكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ يَقۡتُلُوۡنَ الۡاَنۡۢبِيَآءَ بِغَيۡرِ حَقٍّ ؕ
ذٰلِكَ بِمَا عَصَوۡا وَّ كَانُوۡا يَعۡتَدُوۡنَ ۙ﴿۱۱۲﴾ لَيۡسُوۡا سَوَآءً ؕ مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتۡلُوۡنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ
الَّيۡلِ وَهُمۡ يَسۡجُدُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾﴾

ء	ن	ی

(ض) **اِنٰی**: (۱) کسی چیز کا وقت قریب آنا۔ (۲) کسی چیز کا انتہا کو پہنچ جانا۔ ﴿اَلَمۡ يَاۡنِ لِلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا﴾ (57/الحدید:16) ''کیا وقت نہیں آیا ان کے لیے جو ایمان لائے۔''

اٰنٍ: مؤنث اٰنِيَةٌ۔ فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ (۱) قریب ہونے والا یعنی قریبی۔ (۲) انتہا کو پہنچنے والا یعنی انتہائی۔ ﴿يَطُوۡفُوۡنَ بَيۡنَهَا وَ بَيۡنَ حَمِيۡمٍ اٰنٍ ﴿ۚ۴۴﴾﴾ (55/الرحمٰن:44) ''وہ لوگ طواف کریں گے اس کے اور انتہائی گرم پانی کے مابین۔''

اَنًی: ج اٰنَاءٌ۔ وقت کا کچھ حصہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

لَيۡسُوۡا کا اسم اس میں ھُمۡ کی ضمیر ہے اور سَوَآءً اس کی خبر ہے۔ يَتۡلُوۡنَ کا مفعول ہونے کی وجہ سے اٰيٰتِ اللّٰهِ منصوب ہے جب کہ اٰنَآءَ الَّيۡلِ ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ اَلَّيۡلِ ایک لام سے لکھنا قرآن کا مخصوص املاء ہے۔

ترجمہ

ضُرِبَتۡ	عَلَيۡهِمُ	الذِّلَّةُ	اَيۡنَ مَا	ثُقِفُوۡۤا	اِلَّا	بِحَبۡلٍ
تھوپی گئی	ان پر	ذلت	جہاں کہیں	وہ لوگ پائے جائیں	سوائے اس کے کہ	کسی معاہدے سے

مِّنَ اللّٰهِ	وَحَبۡلٍ	مِّنَ النَّاسِ	وَ بَآءُوۡ	بِغَضَبٍ
اللہ (کی طرف) سے	اور کسی معاہدے سے	لوگوں (کی طرف) سے	اور وہ لوٹے	ایک غضب کے ساتھ

مِّنَ اللّٰهِ	وَضُرِبَتۡ	عَلَيۡهِمُ	الۡمَسۡكَنَةُ	ذٰلِكَ	بِاَنَّهُمۡ
اللہ کے	اور تھوپی گئی	ان پر	محتاجی	یہ	اس وجہ سے کہ وہ لوگ

كَانُوۡا يَكۡفُرُوۡنَ	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	وَيَقۡتُلُوۡنَ	الۡاَنۡۢبِيَآءَ	بِغَيۡرِ حَقٍّ
انکار کیا کرتے تھے	اللہ کی نشانیوں کا	اور قتل کرتے تھے	نبیوں کو	کسی حق کے بغیر

ذٰلِكَ	بِمَا	عَصَوۡا	وَّ كَانُوۡا يَعۡتَدُوۡنَ ۙ	لَيۡسُوۡا
یہ	اس وجہ سے جو	انہوں نے نافرمانی کی	اور حد سے تجاوز کرتے تھے	وہ لوگ نہیں ہیں

سَوَآءً	مِنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ	اُمَّةٌ	قَآئِمَةٌ	يَّتۡلُوۡنَ
برابر	اہل کتاب میں سے	ایک گروہ ہے جو	قائم ہے (دین پر)	وہ لوگ پڑھتے ہیں

يَسْجُدُوْنَ	وَهُمْ	اٰنَآءَ الَّيْلِ	اٰيٰتِ اللّٰهِ
سجدہ کرتے ہیں	اور وہ لوگ	رات کے وقتوں میں	اللہ کی آیتوں کو

نوٹ۔1

یہ مضمون آیت نمبر۔2/61 میں بھی گزر چکا ہے لیکن وہاں ذلت اور مسکنت تھوپنے میں ہیشگی کا مفہوم نہیں تھا۔ آیت زیرِ مطالعہ میں اَیْنَ مَا ثُقِفُوْا کے الفاظ سے ہیشگی کا مفہوم پیدا ہوا ہے اس لیے استثناء کا بھی یہیں ذکر کیا گیا ہے۔

معاہد بھی عربی لفظ ہے اور اس کے فعل کے مختلف صیغے قرآن مجید میں استعمال بھی ہوئے ہیں، لیکن آیت زیرِ مطالعہ میں لفظ معاہدہ کے بجائے استعارے کے طور پر حبل کا لفظ لانے سے اس کے مفہوم میں وسعت پیدا ہوگئی ہے۔ اب ان میں ایسی دعائیں بھی شامل ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ قبول کرلیتا ہے۔ جیسے ابلیس نے اُس وقت دُعا مانگی تھی جب اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرما رہا تھا، کہ تو مجھے قیامت تک کے لئے مہلت دے دے۔(7/14)۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ دعا قبول کرلی۔ یہ بھی بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ کی ایک صورت ہے۔ ان میں اللہ تعالیٰ کی ایسی سنتیں بھی شامل ہیں جو تبدیل نہیں ہوتیں۔(33/62) جیسے یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ جو اپنے عمل کا بدلہ دنیا میں چاہتا ہے اسے اللہ دنیا میں جتنا مناسب سمجھتا ہے دے دیتا ہے۔(3/145) یہ بھی بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ کی صورتوں میں سے ایک صورت ہے۔ اسی طرح سے بِحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ کی بھی متعدد صورتیں ہیں۔ جیسے کسی اسلامی حکومت میں جزیہ دے کر امن اور سکون سے رہنا۔ کسی غیر مسلم قوم یا حکومت کا تعاون اور مدد حاصل کرلینا۔ آج کے دور میں اسرائیل کی حکومت اس کی بہت واضح مثال ہے۔

آیت زیرِ مطالعہ کا مضمون اور اس کا سیاق وسباق بہت واضح طور پر بتا رہا ہے کہ یہاں مسکنت کا مطلب مال ودولت کی محتاجی نہیں ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ ذلت وخواری سے بچنے کے لئے دوسروں کے محتاج رہیں گے۔

اس پس منظر میں ذلت وخواری اور دوسروں کی محتاجی میں ہیشگی کا مفہوم سمجھ لیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بنو اسرائیل (یہودیوں) کا اصل مقدر تو ذلت وخواری ہی ہے۔ البتہ کبھی کبھی وقتی طور پر اور جزوی طور پر سانس لینے کا کچھ وقفہ مل جاتا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ یہ وقفہ بھی یہ لوگ اپنے بل بوتے پر کبھی حاصل نہ کرسکے، بلکہ اس کے لیے یہ لوگ ہمیشہ دوسروں کے محتاج رہے ہیں اور یہ سلسلہ ان کے عذاب استیصال تک جاری رہے گا۔

کوئی قوم اپنے نبی کا انکار کرکے، یہاں تک کہ نبی کو قتل بھی کرکے زندہ رہ سکتی ہے لیکن کوئی قوم جب اپنے رسول کا انکار کرتی ہے تو پھر اس پر عذاب استیصال نازل ہوتا ہے اور اسے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جاتا ہے۔ بنو اسرائیل اپنے آخری رسول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کرکے اس عذاب کے مستحق ہوچکے ہیں۔ ان کا یہ عذاب عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے آئے اور وہی ان کو صفحہ ہستی سے نابود کریں گے۔

آیت نمبر(114تا116)

﴿ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ
وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١١٤﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿١١٥﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ﴿١١٦﴾ ﴾

ترکیب

يُؤْمِنُوْنَ کا فاعل اس میں هُمْ کی ضمیر ہے جو گزشتہ آیت میں اُمَّةٌ کے لیے ہے، کیونکہ یہ اسم جمع ہے۔ مَا شرطیہ ہے اس لیے يَفْعَلُوْا مجروم ہوا ہے۔ يُكْفَرُوْا ثلاثی مجرد کا مجہول ہے۔ اس کا نائب فاعل اس میں هُمْ کی ضمیر ہے ہٗ کی ضمیر مفعول ثانی ہے جو خَيْرٍ کے لیے ہے۔

ترجمہ

يُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	وَيَاْمُرُوْنَ	بِالْمَعْرُوْفِ
وہ لوگ ایمان لاتے ہیں	اللہ پر	اور آخری دن پر	اور تلقین کرتے ہیں	نیکی کی

وَيَنْهَوْنَ	عَنِ الْمُنْكَرِ	وَيُسَارِعُوْنَ	فِي الْخَيْرٰتِ	وَاُولٰٓئِكَ
اور منع کرتے ہیں	برائی سے	اور وہ لوگ باہم سبقت کرتے ہیں	بھلائیوں میں	اور وہ لوگ

مِنَ الصّٰلِحِيْنَ	وَمَا	يَفْعَلُوْا	مِنْ خَيْرٍ	فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ
نیکوں میں سے ہیں	اور جو (بھی)	وہ لوگ کریں گے	کسی قسم کی کوئی بھلائی	تو ان سے ہرگز ناقدری نہیں کی جائے گی ان کی

وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌۢ	بِالْمُتَّقِيْنَ	اِنَّ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	لَنْ تُغْنِيَ
اور اللہ	جاننے والا ہے	تقوی کرنے والوں کو	بیشک جنہوں نے	کفر کیا	ہرگز کام نہ آئیں گے

عَنْهُمْ	اَمْوَالُهُمْ	وَلَآ اَوْلَادُهُمْ	مِّنَ اللّٰهِ	شَيْـًٔا	وَاُولٰٓئِكَ
ان کے	ان کے مال	اور نہ ان کی اولاد	اللہ سے (بچنے میں)	ذرا بھی	اور وہ لوگ

اَصْحٰبُ النَّارِ	هُمْ	فِيْهَا	خٰلِدُوْنَ
آگ والے ہیں	وہ لوگ	اس میں ہی	ہمیشہ رہنے والے ہیں

آیت نمبر (117تا118)

﴿ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
فَاَهْلَكَتْهُ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝١١٧ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ
دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ښ وَمَا تُخْفِيْ
صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝١١٨ ﴾

ص ر ر

(ن)　صَرًّا　کسی چیز کو تھیلی میں باندھنا۔

(ض)　صَرِرًا　زور سے بولنا۔

صَرَّةٌ　چیخ۔ تیز آواز۔ ﴿ فَاَقْبَلَتِ امْرَاَتُهٗ فِيْ صَرَّةٍ ﴾ (51/الذّٰریت:29) ''تو سامنے آئیں ان کی بیوی تیز آواز میں یعنی زور سے بولتی ہوئی۔''

صِرٌّ　ٹھنڈک۔ پالا۔ آیت زیر مطالعہ۔

(افعال) اِصْرَارًا اپنی بات پر جمے رہنا۔اَڑنا۔اصرار کرنا۔﴿ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا ﴾ (3/آل عمران:135)''اور وہ لوگ اَڑتے نہیں اس پر جوانہوں نے کیا۔''

خ ب ل

(ن) خَبْلًا دماغ خراب کرنا۔عقل کو بگاڑنا۔مت ماردینا۔
خَبَالٌ عقلی فساد۔ذہنی پراگندگی۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ف و ہ

(ن) فَوْهًا بولنا۔بات کرنا۔
فُوْ اسم ذات ہے۔منھ۔یہ جب مضاف ہوتا ہے تو رفع میں فُوْ، نصب میں فَا اور جرّ میں فِیْ آتا ہے۔اس کی جمع اَفْوَاهٌ ہے۔﴿ كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ﴾ (13/الرعد:14) ''اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پھیلانے والے کی مانند، پانی کی طرف تاکہ وہ پہنچے اس کے منہ کو، حالانکہ وہ پہنچنے والا نہیں ہے اس کو۔''

ب غ ض

(ن) بَغَاضَةً کسی مکروہ چیز سے دل کا متنفر ہونا۔
بَغْضَاءُ ج بُغْضٌ۔اَفعل الوان وعیوب کا وزن ہے۔نفرت۔کراہیت۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

مَثَلُ کا مضاف الیہ مَا ہے۔اَصَابَتْ کا فاعل هِيَ کی ضمیر ہے جو رِيْحٍ کے لیے ہے اور حَرْثَ قَوْمٍ اس کا مفعول ہے۔ اَهْلَكَتْهُ کا فاعل هِيَ کی ضمیر ہے جو رِيْحٍ کے لیے ہے اور اس کی ضمیر مفعولی هُ، حَرْثَ کے لیے ہے۔لَا يَأْلُوْنَ کا فاعل هُمْ کی ضمیر ہے جو مِنْ دُوْنِكُمْ کے لیے ہے۔اس کا مفعول كُمْ ہے اور خَبَالًا تمیز ہے۔وَدُّوْا کا مفعول مَا ہے۔بَدَتْ کا فاعل اَلْبَغْضَاءُ ہے اور یہ مؤنث ہے اس لیے فعل مؤنث آیا ہے۔تُخْفِيْ کا فاعل صُدُوْرُ ہے اور یہ غیر عاقل کی جمع مکسر ہے اس لیے فعل مؤنث آیا ہے۔

ترجمہ

مَثَلُ مَا	يُنْفِقُوْنَ	فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
اس کی مثال جو	وہ لوگ خرچ کرتے ہیں	اس دنیوی زندگی میں

كَمَثَلِ رِيْحٍ	فِيْهَا	صِرٌّ	اَصَابَتْ	حَرْثَ قَوْمٍ
ایک ایسی ہوا کی مثال کی مانند ہے	جس میں	کچھ پالا ہے	وہ آن لگی	ایک ایسی قوم کی کھیتی کو

ظَلَمُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ	فَاَهْلَكَتْهُ	وَمَا ظَلَمَهُمُ
جنہوں نے ظلم کیا	اپنے آپ پر	پھر اس نے ہلاک کیا اس کو	اور ظلم نہیں کیا ان پر

اللّٰهُ	وَلٰكِنْ	اَنْفُسَهُمْ	يَظْلِمُوْنَ	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اللہ نے	اور لیکن (یعنی بلکہ)	اپنے آپ پر	وہ لوگ (خود ہی) ظلم کرتے ہیں	اے لوگو! جو

اٰمَنُوْا	لَا تَتَّخِذُوْا	بِطَانَةً	مِّنْ دُوْنِكُمْ	لَا يَأْلُوْنَكُمْ
ایمان لائے	تم لوگ مت بناؤ	کوئی دل کا بھیدی	اپنوں کے سوا	وہ لوگ کوتاہی نہیں کریں گے تم سے

خَبَالًا	وَدُّوْا	مَا	عَنِتُّمْ	قَدْ بَدَتِ
بلحاظ ذہنی خلفشار کے	انہوں نے چاہا	اس کو جو	مشکل میں ڈالے تم کو	ظاہر ہو چکی ہے

الْبَغْضَآءُ	مِنْ اَفْوَاهِهِمْ	وَمَا	تُخْفِيْ	صُدُوْرُهُمْ	اَكْبَرُ
نفرت	ان کے مونہوں سے	اور وہ جو	چھپاتے ہیں	ان کے سینے،	زیادہ بڑا ہے

قَدْ بَيَّنَّا	لَكُمُ	الْاٰيٰتِ	اِنْ كُنْتُمْ	تَعْقِلُوْنَ ①
ہم نے واضح کر دیا	تمہارے لیے	آیتوں کو	اگر تم لوگ	عقل سے کام لیتے ہو

نوٹ۔1

حضرت عمرؓ سے کہا گیا کہ یہاں پر ایک (غیر مسلم) شخص بڑا اچھا لکھنے والا اور بہت اچھے حافظے والا ہے۔ آپؓ اسے اپنا منشی مقرر کر لیں۔ آپؓ نے فرمایا پھر تو میں غیر مومن کو بطانہ بنالوں گا جو اللہ نے منع کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

بعد میں مسلمانوں نے اس اصول کو ترک کر دیا۔ امام قرطبی پانچویں صدی ہجری کے عالم ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ”حالات میں ایسا انقلاب آیا کہ یہود ونصاریٰ کو راز دار اور امین بنالیا گیا اور اس ذریعہ سے وہ جاہل اغنیاء وامراء پر مسلط ہو گئے۔“ چنانچہ اسلامی مملکتوں اور خلافتِ عثمانیہ کے زوال کے اسباب میں ایک اہم سبب یہ بھی تھا کہ مسلمانوں نے اپنے امور کا راز دار ومعتمد غیر مسلموں کو بنالیا تھا۔ (یعنی وہ لوگ حساس عہدوں پر فائز تھے)۔ اس کے برعکس روس اور چین میں کسی ایسے شخص کو، جو کمیونزم پر ایمان نہ رکھتا ہو، کسی ذمہ دار عہدہ پر فائز نہیں کیا جاتا ہے۔ (معارف القرآن)۔

آیت نمبر(119تا120)

﴿ هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۖۚ وَاِذَا
خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ۭ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۱۱۹ اِنْ
تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْھُمْ ۡ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ
كَيْدُھُمْ شَـيْـــًٔـا ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ۱۲۰ ع ﴾

ع ض ض

(س) عَضًّا — کسی چیز کو دانت سے چبانا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ن م ل

(ن) نَمْلًا — چغلی کھانا۔

نَمْلٌ — اسم جنس ہے۔ واحد نَمْلَةٌ جمع نِمَالٌ۔ چیونٹی۔ ﴿ قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰٓاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ ﴾ (27/النمل:18) ”کہا ایک چیونٹی نے اے چیونٹیوں! تم لوگ داخل ہو اپنے ٹھکانوں میں۔“

585

(ن)	اَنۡمِلَۃٌ	ج اَنَامِلُ ۔ اُنگلی کا سرا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

غ ی ظ

(ض) غَائِظٌ سخت غصّہ۔ دلانا۔ خون کھولا دینا۔ ﴿ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ﴾ (48/الفتح:29) ''تا کہ وہ خون کھولائے ان سے کافروں کا۔''

غَیۡظٌ اسم الفاعل ہے۔ غصّہ دلانے والا ﴿ وَاِنَّهُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ﴾ (26/الشعراء:55) ''اور یقیناوہ سب ہم لوگوں کا خون کھولانے والے ہیں۔''

غَیۡضٌ اسم ذات ہے۔ شدید غصّہ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(تفعّل) تَغَیُّظًا سخت غصّہ ہونا۔ غصے سے کھولنا۔ ﴿ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ﴾ (25/الفرقان:12) ''وہ لوگ سنیں گے اس کو غصے سے کھولتے ہوئے اور چنگھاڑتے ہوئے۔''

ف ر ح

(س) فَرِحًا (۱) بہت خوش ہونا۔ (۲) خوشی سے پھٹ پڑنا۔ اترانا۔ ﴿ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴾ (30/الروم:4) ''اور اس دن بہت خوش ہوں گے ایمان لانے والے۔'' ﴿ وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ﴾ (30/الروم:36) ''اور جب بھی ہم مزا چکھاتے ہیں لوگوں کو کسی رحمت کا تو وہ لوگ اتراتے ہیں اس پر۔''

فَرِحٌ اسم صفت ہے۔ بہت خوش ہونے والا۔ اترانے والا۔ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ﴾ (28/القصص:76) ''بیشک اللہ پسند نہیں کرتا اترانے والوں کو۔''

ک ی د

(ض) کَیۡدًا خفیہ تدبیر کرنا۔ چالبازی کرنا۔ ﴿ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ ﴾ (12/یوسف:76) ''اس طرح ہم نے خفیہ تدبیر کی یوسفؑ کے لیے۔''

کَیۡدٌ اسم ذات بھی ہے۔ خفیہ تدبیر۔ داؤ۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

کِدۡ فعل امر ہے۔ تو خفیہ تدبیر کر۔ تو چالبازی کر۔ ﴿ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴾ (11/ھود:55) ''پس تم لوگ چالبازی کرو مجھ سے پھر تم مہلت نہ دو مجھے۔''

مَکِیۡدٌ اسم الظرف ہے۔ خفیہ تدبیر یا چالبازی کی جگہ یعنی اس کا نشانہ۔ ﴿ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمُ الْمَكِيْدُوْنَ ﴾ (52/الطور:42) ''تو جن لوگوں نے کفر کیا وہی چالبازی کا نشانہ ہیں۔''

ترکیب

بِالۡکِتٰبِ پر لام جنس ہے جو تمام آسمانی کتابوں کے لیے ہے۔ کُلِّہٖ تاکید کے لیے اس کا بدل آیا ہے اس لیے کُلِّ مجرور ہے اور لفظی رعایت سے ضمیر واحد آئی ہے۔ یَفۡرَحُوۡا جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجروم ہے۔ لَا یَضُرُّ پر لائے نفی ہے۔ البتہ جواب شرط ہونے کی وجہ سے یَضُرُّ مجزوم ہے۔ اس کو ادغام کے بغیر یَضۡرُرۡ لکھنا بھی درست ہے اور ادغام کر کے یَضُرُّ۔ یَضُرَّ اور یَضُرِّ تینوں طرح لکھنا بھی درست ہے۔ کَیۡدُھُمۡ اس کا فاعل ہے اور شَیۡئًا مفعول مطلق ہے۔

ترجمہ

ھٰٓاَنۡتُمۡ	اُولَآءِ	تُحِبُّوۡنَھُمۡ	وَلَا یُحِبُّوۡنَکُمۡ
سنو! تم لوگ	یہ ہو (کہ)	تم لوگ محبت کرتے ہو ان سے	اور وہ لوگ محبت نہیں کرتے تم سے

وَ	تُؤْمِنُوْنَ	بِالْكِتٰبِ	كُلِّهٖ	وَاِذَا	لَقُوْكُمْ
حالانکہ	تم لوگ ایمان رکھتے ہو	تمام (آسمانی) کتابوں پر	ان کے کل پر	اور جب بھی	سامنے آتے ہیں تمہارے

قَالُوْٓا	اٰمَنَّا	وَاِذَا	خَلَوْا	عَضُّوْا	عَلَيْكُمُ	الْاَنَامِلَ
تو کہتے ہیں	ہم ایمان لائے	اور جب بھی	تنہا ہوتے ہیں	تو چباتے ہیں	تم پر	انگلیوں کے سروں کو

مِنَ الْغَيْظِ	قُلْ	مُوْتُوْا	بِغَيْظِكُمْ	اِنَّ اللّٰهَ	عَلِيْمٌۢ	بِذَاتِ الصُّدُوْرِ
شدید غصے سے	کہو	تم لوگ مرو	اپنے غصے کے سبب سے	یقیناً اللہ	جاننے والا ہے	سینوں والی (بات) کو

اِنْ	تَمْسَسْكُمْ	حَسَنَةٌ	تَسُؤْھُمْ	وَاِنْ	تُصِبْكُمْ
اور اگر	پہنچتی ہے تم کو	کوئی بھلائی	تو وہ بری لگتی ہے ان کو	اور اگر	آلگتی ہے تم کو

سَيِّئَةٌ	يَّفْرَحُوْا	بِهَا	وَاِنْ	تَصْبِرُوْا	وَتَتَّقُوْا
کوئی برائی	تو وہ لوگ بہت خوش ہوتے ہیں	اس سے	اور اگر	تم لوگ ثابت قدم رہو	اور تقویٰ کرو

لَا يَضُرُّكُمْ	كَيْدُھُمْ	شَيْــًٔا	اِنَّ اللّٰهَ	بِمَا
تو نقصان نہیں دے گی تم کو	ان کی چالبازی	ذرا بھی	بیشک اللہ	اس کا جو

يَعْمَلُوْنَ	مُحِيْطٌ
یہ لوگ کرتے ہیں	احاطہ کرنے والا ہے

السلام وعلیکم رحمۃ اللہ وبرکاۃ

اللہ تعالیٰ ہم سب کی یہ سعی قبول فرمائے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بنائے۔جس جس نے بھی اس کار خیر میں مال، جان اور صلاحیتوں کو لگایا اللہ قبول ومنظور فرمائے

انجمن خدام القرآن فیصل آباد میں اس کے فوٹو کاپی بھی دستیاب ہیں اور محترم ڈاکٹر جہاں زیب صاحب

کے اس کتاب میں اضافہ جات کے ساتھ مطالعہ قرآن حکیم کے نام سے دستیاب ہیں

رابطہ کے لئے:www.khuddam-ul-quran.cominfo@khuddam-ul-quran.com,

0412437781,0412437618,03217805614

قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 کینال روڈ فیصل آباد

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

587

آیت نمبر (121 تا 123)

﴿وَ اِذۡ غَدَوۡتَ مِنۡ اَهۡلِكَ تُبَوِّئُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ مَقَاعِدَ لِلۡقِتَالِ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ۙ﴿۱۲۱﴾ اِذۡ هَمَّتۡ
طَّآئِفَتٰنِ مِنۡكُمۡ اَنۡ تَفۡشَلَا ۙ وَ اللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۲۲﴾ وَ لَقَدۡ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ
بِبَدۡرٍ وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۱۲۳﴾﴾

غ د و

(ن)	غُدُوًّا	صبح سویرے نکلنا۔ سویرے پہنچنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
	اُغۡدُ	فعل امر ہے۔ تو سویرے نکل ﴿اَنِ اغۡدُوۡا عَلٰى حَرۡثِكُمۡ﴾ (68/القلم:22) ''کہ تم لوگ صبح سویرے پہنچو اپنی کھیتی پر۔''
	غَدَاةٌ	ج غُدُوٌّ۔ صبح سویرے کا وقت۔ ﴿الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ رَبَّهُمۡ بِالۡغَدٰوةِ وَ الۡعَشِىِّ﴾ (18/الکہف:28) ''وہ لوگ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح کو اور شام کو۔'' ﴿يُسَبِّحُ لَهٗ فِيۡهَا بِالۡغُدُوِّ وَالۡاٰصَالِ ۙ﴿۳۶﴾﴾ (24/النور:36) ''وہ لوگ تسبیح کرتے ہیں اس کی اس میں صبحوں اور شاموں کو۔''
	غَدٌ	آنے والی صبح یا دن۔ (۱) آنے والا کل۔ (۲) آنے والا قیامت کا دن۔ ﴿وَلَا تَقُوۡلَنَّ لِشَاۡىۡءٍ اِنِّىۡ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۙ﴿۲۳﴾ اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۚ﴾ (18/الکہف:23۔24) ''تم ہرگز مت کہنا کسی چیز کے لیے کہ میں کرنے والا ہوں اسے کل، سوائے اس کے کہ اگر چاہا اللہ نے۔'' ﴿وَلۡتَنۡظُرۡ نَفۡسٌ مَّا قَدَّمَتۡ لِغَدٍ ۚ﴾ (59/الحشر:18) ''اور چاہیے کہ دیکھے ہر جان اس کو جو اس نے آگے بھیجا قیامت کے دن کے لیے۔''
	غَدَاءٌ	صبح کا ناشتہ۔ ﴿قَالَ لِفَتٰىهُ اٰتِنَا غَدَآءَنَا ۚ﴾ (18/الکہف:62) ''انہوںؑ نے کہا اپنے خادم سے تو دے ہم کو ہمارا ناشتہ۔''

ہ م م

(ن)	هَمًّا	ارادہ کرنا۔ ہمت کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔
(افعال)	اِهۡمَامًا	بے چین کرنا۔ ﴿وَ طَآئِفَةٌ قَدۡ اَهَمَّتۡهُمۡ اَنۡفُسُهُمۡ﴾ (3/آل عمران:154) ''اور ایک جماعت ہے، بے چین کیا ہے جن کو ان کی جانوں نے۔''

ف ش ل

(س)	فَشَلًا	بزدلی دکھانا۔ ہمت ہارنا۔

و ک ل

(ض)	وَكۡلًا	اپنا کام کسی کے سپرد کرنا۔ سونپنا۔
	وَكِيۡلٌ	فَعِيۡلٌ کا وزن ہے اسم المفعول کے معنی میں۔ سپرد کیا ہوا۔ سونپا ہوا۔ یعنی نگہبان، کارساز۔

﴿ وَمَآ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَکِیْلٍ ﴾ (6/الانعام:107) ''اور آپ ﷺ ان کے نگہبان نہیں ہیں۔''
﴿ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ ﴾ (6/الانعام:102) ''اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔'' 587

(تفعیل) **تَوْکِیْلًا** کسی کو نگہبان مقرر کرنا۔ ﴿ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ﴾ (32/السجدہ:11) ''موت دیتا ہے تم لوگوں کو موت کا فرشتہ جس کو نگہبان مقرر کیا گیا تمہارا۔''

(تفعّل) **تَوَکُّلًا** قرآن مجید میں عَلٰی کے صلے کے ساتھ آیا ہے جس کے معنی ہیں کسی پر بھروسہ کرنا۔ ﴿ اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ ﴾ (11/ھود:56) ''بیشک میں بھروسہ کرتا ہوں اللہ پر۔''

مُتَوَکِّلٌ اسم فاعل ہے۔ بھروسہ کرنے والا۔ ﴿ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِیْنَ ﴾ (3/آل عمران:159) ''بیشک اللہ پسند کرتا ہے بھروسہ کرنے والوں کو۔''

ترکیب

غَدَوْتَ اور تُبَوِّئُ کا فاعل ان میں اَنْتَ کی ضمیر ہے جو رسول اللہؐ کے لیے ہے۔ تُبَوِّئُ سے پہلے وَاِذْ محذوف ہے اور اس کا مفعول اوّل اَلْمُؤْمِنِیْنَ ہے اور مَقَاعِدَ مفعول ثانی ہے۔ اَنْ کی وجہ سے تَفْشَلَانِ کا نون گرا ہوا ہے۔

ترجمہ

وَاِذْ	غَدَوْتَ	مِنْ اَهْلِكَ	تُبَوِّئُ	الْمُؤْمِنِیْنَ
اور جب	آپؐ نکلے	اپنے گھر والوں سے	(اور جب) آپؐ ٹھکانہ دیتے تھے	مومنوں کو

مَقَاعِدَ	لِلْقِتَالِ	وَاللّٰهُ	سَمِیْعٌ	عَلِیْمٌ	اِذْ
بیٹھنے کی جگہوں میں	جنگ کے لیے	اور اللہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے	جب

هَمَّتْ	طَّآئِفَتٰنِ	مِنْكُمْ	اَنْ	تَفْشَلَا	وَ	اللّٰهُ
ارادہ کیا	دو جماعتوں نے	تم میں سے	کہ	وہ دونوں ہمت ہاریں	حالانکہ	اللہ

وَلِیُّهُمَا	وَعَلَى اللّٰهِ	فَلْیَتَوَكَّلِ	الْمُؤْمِنُوْنَ	وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ
اُن کا پشت پناہ تھا	اور اللہ پر ہی	چاہیے کہ بھروسہ کریں	ایمان لانے والے	اور مدد کر چکا ہے تمہاری

اللّٰهُ	بِبَدْرٍ	وَّ	اَنْتُمْ	اَذِلَّةٌ	فَاتَّقُوا	اللّٰهَ	لَعَلَّكُمْ
اللہ	بدر میں	حالانکہ	تم لوگ	کمزور تھے	پس تم لوگ تقویٰ کرو	اللہ کا	شائد کہ تم لوگ

تَشْكُرُوْنَ
شکر ادا کرو

نوٹ۔1

یہاں سے اب جنگ اُحد پر تبصرہ شروع ہو رہا ہے۔ اور یہاں جن دو گروہوں کی طرف اشارہ ہے وہ قبیلہ خزرج کے بنو سلمہ اور قبیلہ اوس کے بنو حارثہ ہیں۔ منافقوں کی شرارت کی وجہ سے ان میں کچھ کم ہمتی پیدا ہوئی تھی لیکن پھر وہ سنبھل گئے۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (124 تا 127)

587

﴿اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ﴿١٢٤﴾ بَلٰٓى ۙ
اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ
مُسَوِّمِيْنَ ﴿١٢٥﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ بِهٖ ۭ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿١٢٦﴾ لِيَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا خَاۗىِٕبِيْنَ ﴿١٢٧﴾﴾

ف و ر

(ن) فَوْرًا: جوش مارنا۔ اُبلنا۔ ﴿وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ﴾ (11/ھود: 40) ''اور اُبلا تنور۔''

فَوْرٌ: اسم ذات بھی ہے۔ جوش۔ اُبال۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ط ر ف

(ض) طَرْفًا: کسی کو کسی چیز کے کنارے پر کرنا۔

طَرْفٌ: اسم ذات بھی ہے۔ (۱) کسی چیز کا کنارہ۔ پہلو۔ (۲) آنکھ کی پلک۔ ﴿قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ﴾ (27/النمل: 40) ''قبل اس کے کہ لوٹے آپ کی طرف آپ کی پلک۔''

ک ب ت

(ض) كَبْتًا: کسی کو ذلیل کر کے لوٹانا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

خ ی ب

(ض) خَيْبَةً: مقصد میں ناکام ہونا۔ نامُراد ہونا۔ ﴿وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۙ﴾ (14/ابراہیم: 15) ''اور نامُراد ہوا ہر ایک سرکش ہمت دھرم۔''

خَائِبٌ: اسم الفاعل ہے۔ نامُراد ہونے والا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

كُمْ کی ضمیر یَكْفِيَ کا مفعول ہے اور آگے اَنْ يُّمِدَّ سے مُنْزَلِيْنَ تک پورا فقرہ اس کا فاعل ہے۔ مُنْزَلِيْنَ اگر مَلٰٓئِكَةِ کی صفت ہوتا تو پھر اَلْمُنْزَلِيْنَ آتا۔ اس لیے یہ ان کا حال ہے۔ اسی طرح مُسَوِّمِيْنَ بھی حال ہے۔ مَا جَعَلَهُ میں ہٗ کی ضمیر مفعولی گزشتہ بات کے لیے ہے جس میں مدد کا ذکر ہے۔ اور جَعَلَ کا مفعول ثانی بُشْرٰى ہے۔ بِهٖ کی ضمیر بُشْرٰى کے لیے ہے جو مؤنث غیر حقیقی ہے اس لیے مذکر ضمیر بھی جائز ہے۔ اَلنَّصْرُ پر لام جنس ہے۔ لِيَقْطَعَ کا فاعل اس میں هُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ فاسببیہ کی وجہ سے يَنْقَلِبُوْا منصوب ہوا ہے اور یہ فعل لازم ہے اس لیے خَاۗىِٕبِيْنَ اس کا مفعول نہیں ہو سکتا، بلکہ یہ اس کا حال ہے۔

ترجمہ

اِذْ	تَقُوْلُ	لِلْمُؤْمِنِيْنَ	اَ	لَنْ يَّكْفِيَكُمْ	اَنْ
جب	آپ کہتے تھے	ایمان لانے والوں سے	کیا	ہرگز کافی نہیں ہوگا تم کو	(یہ) کہ

يُّمِدَّكُمْ	رَبُّكُمْ	بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ	مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ	مُنْزَلِيْنَ
مدد کرے تمہاری	تمہارا رب	تین ہزار	فرشتوں سے	اُتارے ہوئے ہوتے ہوئے

بَلٰٓى	اِنْ	تَصْبِرُوْا	وَتَتَّقُوْا	وَيَاْتُوْكُمْ	مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا 587
کیوں نہیں	اگر	تم لوگ ثابت قدم رہو	اور تقویٰ کرو	اور وہ آئیں تمہارے پاس	اپنے اس جوش سے

يُمْدِدْكُمْ	رَبُّكُمْ	بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ	مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ	مُسَوِّمِيْنَ
تو مدد کرے گا تمہاری	تمہارا رب	پانچ ہزار	فرشتوں سے	نشان لگانے والے ہوتے ہوئے

وَمَا جَعَلَهُ	اللّٰهُ	اِلَّا	بُشْرٰى	لَكُمْ	وَلِتَطْمَئِنَّ	قُلُوْبُكُمْ
اور نہیں بنایا اس کو	اللہ نے	مگر	ایک خوش خبری	تمہارے لیے	اور تا کہ مطمئن ہوں	تمہارے دل

بِهٖ ؕ	وَمَا النَّصْرُ	اِلَّا	مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	الْعَزِيْزِ	الْحَكِيْمِ
اس سے	اور کسی قسم کی کوئی مدد نہیں ہے	مگر	اللہ کے پاس سے	جو بالا دست ہے	حکمت والا ہے

لِيَقْطَعَ	طَرَفًا	مِّنَ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اَوْ	يَكْبِتَهُمْ
تا کہ وہ کاٹے	ایک پہلو کو	ان لوگوں سے جنہوں نے	کفر کیا	یا	وہ ذلیل کر کے لوٹائے ان کو

فَيَنْقَلِبُوْا	خَآئِبِيْنَ
نتیجۃً وہ لوگ پلٹیں	نامراد ہونے والے ہو کر

نوٹ۔1

آیت نمبر۔ 124 میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی آیت نمبر۔ 125 میں اللہ تعالیٰ نے تصدیق کی ہے، اور آپؐ کے اعزاز کے طور پر فرشتوں کی تعداد بڑھا دی، لیکن یہ وضاحت بھی کر دی کہ مدد کے لیے فرشتوں کو اُترنا ثابت قدمی اور تقویٰ کے ساتھ مشروط ہے۔ ساتھ ہی اس اصول کی وضاحت کر دی کہ مدد کی خواہ کوئی بھی نوعیت ہو، اور خواہ وہ کسی کے لیے ہو، ہر مدد بہر حال اللہ کی طرف سے ہی ہوتی ہے۔

جنگِ اُحد میں مسلمانوں نے ثابت قدمی کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا جس کے نتیجے میں وہ جیتی ہوئی جنگ ہار گئے۔ اب یہ عجیب بات ہے کہ جنگ جیتنے کے باوجود، مدینہ میں داخل ہو کر مسلمانوں کو ختم کر دینے کا حوصلہ کافروں کو نصیب نہیں ہوا۔ چنانچہ ذلیل وخوار ہو کر انہیں نامراد واپس جانا پڑا۔ یہ بھی اللہ کی مدد کا ایک انداز ہے۔

آیت نمبر (128 تا 129)

﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝١٢٨ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِي الْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝١٢٩ ع﴾

ترکیب

شَيْءٌ مبتداء مؤخر ہے اور لَيْسَ کا اسم ہے۔ لَكَ قائم مقام خبر مقدم ہے اور مِنَ الْاَمْرِ متعلق خبر ہے۔ درمیان میں یہ جملۂ معترضہ ہے کیونکہ آگے يَتُوْبَ اور يُعَذِّبَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ گزشتہ آیت کے لِيَقْطَعَ اور اَوْ يَكْبِتَهُمْ پر عطف ہیں۔ جملۂ معترضہ میں اَلْاَمْرِ پر لام تعریف انہیں امور کے لیے ہے۔

ترجمہ

لَیْسَ	لَكَ	مِنَ الْاَمْرِ	شَیْءٌ	اَوْ	یَتُوْبَ عَلَیْهِمْ 587	اَوْ
نہیں ہے	آپؐ کے لیے	اس حکم میں سے	کوئی چیز	یا	وہ توبہ قبول کرے ان کی	یا

یُعَذِّبَهُمْ	فَاِنَّهُمْ	ظٰلِمُوْنَ	وَلِلّٰهِ
وہ عذاب دے ان کو	تو یقیناً وہ لوگ	ظلم کرنے والے (تو) ہیں	اور اللہ کے لیے ہی ہے

مَا	فِی السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِی الْاَرْضِ ؕ	یَغْفِرُ	لِمَنْ
وہ، جو	آسمانوں میں ہے	اور وہ، جو	زمین میں ہے	وہ بخشتا ہے	اسے جس کو

یَّشَآءُ	وَیُعَذِّبُ	مَنْ	یَّشَآءُ ؕ	وَاللّٰهُ	غَفُوْرٌ	رَّحِیْمٌ
وہ چاہتا ہے	اور وہ عذاب دیتا ہے	اسے جس کو	وہ چاہتا ہے	اور اللہ	غفور ہے	رحیم ہے

نوٹ۔1

آیت نمبر 128 میں خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے لیکن اس کا حکم عام ہے کہ عزت وذلت اور فتح وشکست کے فیصلے اللہ تعالیٰ خود کرتا ہے اور بلا شرکت غیرے کرتا ہے۔ ان میں کسی دوسری ہستی کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

آیت نمبر (130 تا 134)

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ﴿۱۳۰﴾ وَ اتَّقُوا النَّارَ
الَّتِیْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ ۚ﴿۱۳۱﴾ وَ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۚ﴿۱۳۲﴾ وَ سَارِعُوْۤا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ
وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۱۳۳﴾ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ
الْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۚ﴿۱۳۴﴾ ﴾

ک ظ م

(س) كُظُوْمًا: غصہ کو پی جانا۔

(ض) كَظْمًا: کسی چیز کی روانی کو روکنا۔ جیسے پانی، سانس یا جذبات وغیرہ روکنا۔

كَاظِمٌ: اسم الفاعل ہے۔ روکنے والا۔ ﴿ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَی الْحَنَاجِرِ كٰظِمِیْنَ ؕ﴾ (40/المومن:18) ”جب دل حلق کے پاس ہوں گے روکنے والے ہوتے ہوئے یعنی سانس گھوٹنے والے ہوتے ہوئے۔“

مَكْظُوْمٌ: اسم المفعول ہے۔ روکا ہوا۔ گھوٹا ہوا یعنی غم زدہ۔ ﴿ اِذْ نَادٰی وَ هُوَ مَكْظُوْمٌ ﴿۴۸﴾ ﴾ (68/القلم:48) ”جب اس نے پکارا اس حال میں کہ وہ غم زدہ تھا۔“

كَظِیْمٌ: فَعِیْلٌ کا وزن ہے اسم المفعول کے معنی میں۔ ہمیشہ سے غم زدہ۔ ﴿ وَ ابْیَضَّتْ عَیْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِیْمٌ ﴿۸۴﴾ ﴾ (12/یوسف:84) ”اور سفید ہوئیں انؑ کی آنکھیں غم سے اس حال میں کہ وہ مستقل غمزدہ ہیں۔“

ترکیب

لَا تَاْكُلُوا کا مفعول الرِّبٰوا ہے۔ مرکب توصیفی اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں 587 مَغْفِرَةٍ نکرہ مخصوصہ ہے اور مِنْ رَّبِّكُمْ اس کی خصوصیت ہے۔ اِلٰی پر عطف ہونے کی وجہ سے جَنَّةٍ مجرور ہے اور یہ بھی نکرہ مخصوصہ ہے۔ اَلَّذِيْنَ گزشتہ آیت میں لِلْمُتَّقِيْنَ پر عطف ہے اور یہ پورا جملہ ان کی صفت ہے۔ لِلْمُتَّقِيْنَ کی صفت ہونے کی وجہ سے اَلْكٰظِمِيْنَ مجرور ہے اور یہ اسم الفاعل ہے، اس کا مفعول الْغَيْظَ ہے۔ اَلْعَافِيْنَ بھی لِلْمُتَّقِيْنَ کی صفت ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَاْكُلُوا	الرِّبٰوٓا	اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۖ
اے لوگو! جو	ایمان لائے	تم لوگ مت کھاؤ	سود	بڑھا چڑھا کر

وَاتَّقُوا	اللّٰهَ	لَعَلَّكُمْ	تُفْلِحُوْنَ	وَاتَّقُوا	النَّارَ الَّتِيْٓ	اُعِدَّتْ
اور تقویٰ کرو	اللہ کا	شائد کہ	فلاں پاؤ	اور تم لوگ بچو	اس آگ سے جو	تیار کی گئی

لِلْكٰفِرِيْنَ	وَاَطِيْعُوا	اللّٰهَ	وَالرَّسُوْلَ	لَعَلَّكُمْ
انکار کرنے والوں کے لیے	اور تم لوگ اطاعت کرو	اللہ کی	اور ان رسولؐ کی	شائد کہ

تُرْحَمُوْنَ	وَسَارِعُوْٓا	اِلٰى مَغْفِرَةٍ	مِّنْ رَّبِّكُمْ
تم لوگ رحم کئے جاؤ	اور تم لوگ لپکو	ایک ایسی مغفرت کی طرف جو	تمہارے رب (کی طرف) سے ہے

وَجَنَّةٍ	عَرْضُهَا	السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ	اُعِدَّتْ
اور ایک ایسی جنت کی طرف	جس کی چوڑائی	آسمان اور زمین ہیں	وہ تیار کی گئی

لِلْمُتَّقِيْنَ	الَّذِيْنَ	يُنْفِقُوْنَ	فِي السَّرَّاۗءِ	وَالضَّرَّاۗءِ
تقویٰ کرنے والوں کے لیے	وہ لوگ جو	خرچ کرتے ہیں	خوشی میں	اور تکالیف میں

وَالْكٰظِمِيْنَ	الْغَيْظَ	وَالْعَافِيْنَ	عَنِ النَّاسِ ۭ	وَاللّٰهُ
اور جو روکنے والے ہیں	غصے کو	اور جو درگزر کرنے والے ہیں	لوگوں سے	اور اللہ

يُحِبُّ	الْمُحْسِنِيْنَ ۚ
پسند کرتا ہے	احسان کرنے والوں کو

آیت نمبر (135 تا 138)

﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ
الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ڞ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُھُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ
جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ
فَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ ھٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَ ھُدًى
وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ ﴾

س ن ن

587

(ن) سَنًّا: کثیر المعانی لفظ ہے۔(۱) چھری تیز کرنا۔ دانت میں مسواک کرنا۔(۲) آہستہ آہستہ پانی گرانا۔ گیلا کرنا۔(۳) کوئی طریقہ اختیار کرنا۔کسی طریقے کو عادت بنانا۔

مَسْنُوْنٌ: اسم المفعول ہے۔ پانی گرایا ہوا یعنی گیلا۔﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴾(15/الحجر:26)''اور ہم نے پیدا کیا ہے انسان کو ایسی کھنکتی مٹی سے جو گیلے گارے سے تھی۔''

سِنٌّ: اسم ذات ہے۔دانت۔﴿وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ﴾ (5/المآئدہ:45)''اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت۔''

سُنَّةٌ: ج سُنَنٌ۔ اسم ذات ہے۔ طریقہ۔ عادات۔﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا﴾ (33/الاحزاب:62)''اور تو ہرگز نہیں پائے گا اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی۔''

س ی ر

(ض) سَيْرًا: چلنا۔سفر کرنا۔﴿وَتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا﴾ (52/الطور:10)''اور چلیں گے پہاڑ جیسا کہ چلنے کا حق ہے۔''

سِرْ: ج سِيْرُوْا۔ فعل امر ہے۔تو چل۔آیت زیر مطالعہ۔

سَيَّارَةٌ: فَعَّالٌ کے وزن کا مؤنث ہے۔ بار بار چلنے والی۔ پھر اصطلاحاً قافلے اور قافلے والوں، دونوں کے لیے آتا ہے۔﴿وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ﴾ (12/یوسف:19)''اور آیا ایک قافلہ۔''﴿وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ﴾ (5/المآئدہ:96)''اور اس کا کھانا ایک سامان ہے تمہارے لیے اور قافلے والوں کے لیے۔''

سِيْرَةٌ: طور طریقہ۔خصلت۔﴿سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا الْاُوْلٰى﴾ (20/طٰہٰ:21)''ہم لوٹا دیں گے اس کو اس کی پہلی خصلت پر۔''

(تفعیل) تَسْيِيْرًا: چلانا۔گھمانا۔پھرانا۔﴿هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾ (10/یونس:22)''وہ ہے جو گھماتا پھراتا ہے تم لوگوں کو خشکی میں اور سمندر میں۔''

ترکیب

وَالَّذِيْنَ گزشتہ آیت میں لِلْمُتَّقِيْنَ پر عطف ہے۔فَعَلُوْا سے اَنْفُسَهُمْ تک اِذَا کی شرط ہے۔فَاحِشَةً پر تائے مبالغہ ہے جیسے عَلَّامَةٌ پر ہے۔ذَكَرُوا اور فَاسْتَغْفَرُوْا جواب شرط ہیں خٰلِدِيْنَ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور اس سے پہلے هُمْ يَدْخُلُوْنَ محذوف ہے۔

ترجمہ

وَالَّذِيْنَ	اِذَا	فَعَلُوْا	فَاحِشَةً	اَوْ ظَلَمُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ
اور وہ لوگ جو	جب کبھی	کرتے ہیں	کوئی کھلی گمراہی	یا ظلم کرتے ہیں	اپنے آپ پر

ذَكَرُوا	اللّٰهَ	فَاسْتَغْفَرُوْا	لِذُنُوْبِهِمْ	وَمَنْ	يَّغْفِرُ
تو وہ لوگ یاد کرتے ہیں	اللہ کو	پھر مغفرت چاہتے ہیں	اپنے گناہوں کی	اور کون	بخشتا ہے

الذُّنُوْبَ	اِلَّا اللّٰهُ	وَلَمْ يُصِرُّوْا	عَلٰى مَا	فَعَلُوْا	وَ
گناہوں کو	سوائے اللہ کے	اور وہ ہرگز نہیں اڑتے	اس پر جو	انہوں نے کیا	اس حال میں کہ

مِّنۡ رَّبِّهِمۡ	مَّغۡفِرَةٌ	جَزَآؤُهُمۡ	اُولٰٓئِكَ	يَعۡلَمُوۡنَ	هُمۡ
ان کے رب (کی طرف) سے	مغفرت ہے	جن کی جزا	وہ لوگ ہیں	جانتے ہوں	وہ لوگ

خٰلِدِيۡنَ	الۡاَنۡهٰرُ	مِنۡ تَحۡتِهَا	تَجۡرِيۡ	وَجَنّٰتٌ
(وہ لوگ داخل ہوں گے) ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے	نہریں	جن کے نیچے سے	بہتی ہیں	اور ایسے باغات ہیں

مِنۡ قَبۡلِكُمۡ	قَدۡ خَلَتۡ	اَجۡرُ الۡعٰمِلِيۡنَ	وَنِعۡمَ	فِيۡهَا
تم لوگوں سے پہلے	گزرے ہیں	عمل کرنے والوں کا اجر	اور کیا ہی اچھا ہے	ان میں

كَانَ	كَيۡفَ	فَانۡظُرُوۡا	فِي الۡاَرۡضِ	فَسِيۡرُوۡا	سُنَنٌ
تھا	کیسا	پھر دیکھو	زمین میں	تو تم لوگ چلو پھرو	کچھ طریقے

وَهُدًى	لِّلنَّاسِ	بَيَانٌ	هٰذَا	عَاقِبَةُ الۡمُكَذِّبِيۡنَ
اور ہدایت ہے	لوگوں کے لیے	ایک خطبہ ہے	یہ	جھٹلانے والوں کا انجام

لِّلۡمُتَّقِيۡنَ	وَّمَوۡعِظَةٌ
تقویٰ کرنے والوں کے لیے	اور ایک نصیحت ہے

آیت نمبر (139 تا 143)

﴿وَلَا تَهِنُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ۝١٣٩ اِنۡ يَّمۡسَسۡكُمۡ قَرۡحٌ فَقَدۡ مَسَّ الۡقَوۡمَ
قَرۡحٌ مِّثۡلُهٗ ؕ وَتِلۡكَ الۡاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيۡنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعۡلَمَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَيَتَّخِذَ مِنۡكُمۡ شُهَدَآءَ ؕ وَ
اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيۡنَ ۝١٤٠ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَيَمۡحَقَ الۡكٰفِرِيۡنَ ۝١٤١ اَمۡ حَسِبۡتُمۡ اَنۡ تَدۡخُلُوا
الۡجَنَّةَ وَلَمَّا يَعۡلَمِ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ جٰهَدُوۡا مِنۡكُمۡ وَيَعۡلَمَ الصّٰبِرِيۡنَ ۝١٤٢ وَلَقَدۡ كُنۡتُمۡ تَمَنَّوۡنَ الۡمَوۡتَ مِنۡ
قَبۡلِ اَنۡ تَلۡقَوۡهُ ۖ فَقَدۡ رَاَيۡتُمُوۡهُ وَاَنۡتُمۡ تَنۡظُرُوۡنَ ۝١٤٣﴾

و ھ ن

(ض) **وَهۡنًا**: (۱) جسمانی طور پر کمزور ہونا۔ سست ہونا۔ (۲) ارادہ اور ہمت کا کمزور ہونا۔ ہمت ہارنا۔ ﴿وَهَنَ الۡعَظۡمُ مِنِّيۡ﴾ (19/مریم:4) ''کمزور ہوئیں میری ہڈیاں''۔ ﴿فَمَا وَهَنُوۡا لِمَاۤ اَصَابَهُمۡ فِيۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ﴾ (3/آل عمران:146) ''تو وہ لوگ ہمت نہیں ہارے اس سے جو مصیبت آئی انہیں اللہ کی راہ میں''۔

وَهۡنٌ: اسم ذات ہے۔ کمزوری۔ تکلیف۔ ﴿حَمَلَتۡهُ اُمُّهٗ وَهۡنًا عَلٰى وَهۡنٍ﴾ (31/لقمان:14) ''اُٹھایا اس کو اس کی ماں نے تکلیف پر تکلیف اٹھا کر۔''

(افعال) **اِيۡهَانًا**: کمزور کرنا۔

مُوۡهِنٌ: اسم الفاعل ہے۔ کمزور کرنے والا۔ ﴿وَاَنَّ اللّٰهَ مُوۡهِنُ كَيۡدِ الۡكٰفِرِيۡنَ ۝١٨﴾ (8/الانفال:18) ''اور یہ کہ اللہ کافروں کی تدبیروں کو کمزور کرنے والا ہے۔''

587

ق ر ح

(ف)	قَرْحًا	زخمی کرنا۔
	قَرْحٌ	اسم ذات ہے۔زخم۔چرکہ۔آیت زیرِ مطالعہ۔

د و ل

(ن)	دُوْلَۃً اوردَوْلَۃً	زمانے کا ادل بدل ہونا یعنی جو حالت آج ایک کی ہے وہ کل دوسرے کی ہو جائے اور دوسرے کی حالت پہلے کی ہو جائے۔کسی چیز کا گردش میں ہونا۔﴿کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ ط﴾ (59/الحشر:7) ''تاکہ وہ نہ ہو گردش میں تم میں سے غنی لوگوں کے مابین۔''
(مفاعلہ)	مُدَاوَلَۃً	ادل بدل کرنا۔گردش دینا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

م ح ص

(ف)	مَحْصًا	کسی چیز کو کرید کر اس کے ناپسندیدہ اجزا کو الگ کرنا۔کسی چیز کو نکھارنا۔
(تفعیل)	تَمْحِیْصًا	بتدریج نکھارنا۔کثرت سے یعنی بالکل نکھار دینا۔آیت زیرِ مطالعہ۔

ترکیب

اَعْلَوْنَ افعل تفضیل اَعْلٰی کی جمع ہے۔اَفْعَلُ کے وزن پر یہ اَعْلَوُ بنتا ہے جو قاعدے کے مطابق تبدیل ہو کر اَعْلٰی استعمال ہوتا ہے۔اس کی جمع اَفْعَلُوْنَ کے وزن پر اَعْلَیُوْنَ بنتی ہے جو قاعدے کے مطابق اَعْلَوْنَ استعمال ہوتی ہے۔اَلْقَوْمَ پر لام تعریف ہے۔لِیُمَحِّصَ کے لام کَیْ پر عطف ہونے کی وجہ سے یَمْحَقَ منصوب ہے۔لَمَّا جازمہ ہے اس لیے یَعْلَمِ دراصل یَعْلَمْ ہے۔آگے ملانے کے لیے اسے کسرہ دی گئی ہے۔جبکہ وَیَعْلَمَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ گزشتہ آیت کے لام کَیْ پر عطف ہے۔تَلْقَوْہُ اور رَاَیْتُمُوْہُ کی ضمیر مفعولی اَلْمَوْتَ کے لیے ہیں۔

ترجمہ

وَلَا تَہِنُوْا	وَلَا تَحْزَنُوْا	وَ	اَنْتُمُ	الْاَعْلَوْنَ
اور تم لوگ ہمت مت ہارو	اور تم لوگ غمگین مت ہو	اس حال میں کہ	تم لوگ	برتر ہو

اِنْ کُنْتُمْ	مُّؤْمِنِیْنَ	اِنْ یَّمْسَسْکُمْ	قَرْحٌ	فَقَدْ مَسَّ	الْقَوْمَ
اگر تم لوگ	ایمان لانے والے ہو	اگر لگا تم لوگوں کو	کوئی زخم	تو لگ چکا ہے	اس قوم کو

قَرْحٌ	مِّثْلُہٗ ط	وَتِلْکَ الْاَیَّامُ	نُدَاوِلُہَا	بَیْنَ النَّاسِ ج
ایک زخم	اس کے جیسا	اور یہ دن،	ہم گردش دیتے ہیں ان کو	لوگوں کے درمیان

وَلِیَعْلَمَ	اللّٰہُ	الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	وَیَتَّخِذَ	مِنْکُمْ
اور (یہ اس لیے) کہ جان لے	اللہ	ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	اور تاکہ وہ بنائے	تم میں سے

شُہَدَآءَ ط	وَاللّٰہُ	لَا یُحِبُّ	الظّٰلِمِیْنَ	وَلِیُمَحِّصَ	اللّٰہُ
کچھ شہید	اور اللہ	پسند نہیں کرتا	ظالموں کو	(اور اس لیے) کہ نکھار دے	اللہ

الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	وَیَمْحَقَ	الْکٰفِرِیْنَ	اَمْ حَسِبْتُمْ	اَنْ تَدْخُلُوا
ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	اور تاکہ وہ گھٹائے	کافروں کو	کیا تم لوگوں نے خیال کیا	کہ تم لوگ داخل ہو گے

الْجَنَّةَ	وَ	لَمَّا يَعْلَمِ	اللّٰهُ	الَّذِيْنَ	587 جٰهَدُوْا	مِنْكُمْ
جنت میں	حالانکہ	ابھی تک نہیں جانا	اللہ نے	ان لوگوں کو جنہوں نے	جدوجہد کی	تم میں سے

وَيَعْلَمَ	الصّٰبِرِيْنَ	وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ	الْمَوْتَ
اور تاکہ وہ جان لے	ثابت قدم رہنے والوں کو	اور بیشک تم لوگ تمنا کر چکے تھے	موت کی

مِنْ قَبْلِ	اَنْ	تَلْقَوْهُ ۠	فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ	وَ
اس سے پہلے	کہ	تم لوگ سامنے آتے اس کے	تو تم لوگ دیکھ چکے اس کو	اس حال میں کہ

اَنْتُمْ	تَنْظُرُوْنَ
تم لوگ	آنکھوں دیکھتے ہو

نوٹ۔1

آیت نمبر۔ 140 میں ایام کو گردش دینے کا ایک مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جان لے کہ ہم میں سے کون سچ مچ ایمان لایا ہے۔ پھر آیت نمبر 142 میں ایک دوسرے پیرائے میں اس کا اعادہ کیا گیا کہ جنت میں کوئی داخل نہیں ہوگا جب تک اللہ تعالیٰ یہ نہ جان لے کہ کس نے اس کی راہ میں جدوجہد کی اور کون ثابت قدم رہا۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تو سب کچھ جانتا ہے، پھر اس کے جان لینے کا کیا مطلب ہے۔ اس بات کو سمجھ لیں۔

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب کے الفاظ آئے ہیں۔ حالانکہ اللہ کے لیے تو غیب ہے ہی نہیں۔ اس کے لیے تو ہر چیز ہر لحہ الشہادہ ہے۔ اس لیے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے عالم الغیب کے الفاظ کا استعمال ہماری نسبت سے کیا جاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس کا بھی جاننے والا ہے جو ہمارے لیے غیب ہے۔ اسی طرح سے آیات زیرِ مطالعہ میں اور قرآن مجید مین دیگر مقات پر، جہاں کہیں اللہ تعالیٰ کے لیے جان لینے کے الفاظ آئے ہیں، وہ ہماری نسبت سے ہیں اور ان کا مطلب یہ ہے کہ جس بات کو ہم نہیں جانتے انہیں اللہ تعالیٰ ظاہر کر دے، کھول دے یا ریکارڈ پر لے آئے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر شخص کے کچھ ظاہری اقوال یعنی دعوے اور وعدے ہوتے ہیں اور کچھ ظاہری اعمال ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے پیچھے کچھ باطنی کیفیات بھی ہوتی ہیں جن سے وہ شخص خود بھی اکثر اوقات پوری طرح باخبر نہیں ہوتا، لیکن اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ قیامت میں فیصلہ کرتے وقت وہ اقوال و اعمال بھی شامل کیے جائیں گے جو ریکارڈ پر آئے اور ان کو مٹایا نہیں گیا یعنی عفو کی درخواست نہیں کی گئی۔ لیکن ان کے ساتھ باطنی کیفیات بھی شامل کی جائیں گی۔ اسی لیے بتا دیا کہ جب لوگوں کو قبروں سے نکالا جائے گا تو جو کچھ ان کے سینوں یعنی جی میں تھا وہ بھی حاصل کر لیا جائے گا۔ (100/ العٰدیٰت: 9۔10)

باطنی کیفیات کن عناصر پر مشتمل ہوتی ہیں ان کی وضاحت بہت مشکل ہے اور انسان کے تمام جذبات و احساسات کو الفاظ کا جامعہ پہنانا ممکن نہیں ہے۔ لیکن قرآن اور حدیث میں دو ایسے عناصر کی راہنمائی موجود ہے جو انسانی ذہن کی گرفت میں آسکتے ہیں۔ ایک انسان کا حقیقی نظریہ اور عقیدہ جو بعض اوقات اس کے ظاہر سے مختلف ہوتا ہے۔ اور دوسرے اس کی نیت۔

باطنی کیفیات کی اصل ضرورت تو آخرت میں پڑے گی لیکن کبھی کسی فرد یا کسی اجتماعیت کے مفاد کا تقاضہ ہوتا ہے کہ ان کی باطنی کیفیات میں سے کسی عنصر کو ظاہر کر دیا جائے پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے جب ہماری اس ضرورت کو پورا کرنے کا فیصلہ کرتا ہے، تو اس کے لیے طریقۂ کار (PROCEDURE) وہ ہے جسے ہم لوگ آزمائش کہتے ہیں۔

میدانِ اُحد میں مسلمانوں کی فتح کا شکست میں تبدیل ہو جانا بھی اسی طریقۂ کار کے تحت تھا تا کہ آئندہ مسلمان کوئی منصوبہ بندی کرتے وقت صرف افراد کی گنتی کو سامنے نہ رکھیں بلکہ ان میں باطنی کیفیات کے مختلف ہونے کی گنجائش بھی رکھیں۔ شائد یہی وجہ ہے مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دو مرتبہ مردم شماری کرائی تھی اس کے بعد یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ پہلی مردم شماری میں عورتوں اور بچوں سمیت مسلمانوں کی کل تعداد 500 تھی اور دوسری میں 1500 تھی۔

آیت نمبر۔ 141 میں مَحّص کا ترجمہ ہم نے ''نکھارنا'' کیا ہے۔ اس کا مفہوم بھی یہی ہے کہ باطنی کیفیات میں اگر کہیں کوئی کمی، خامی، یا کجی رہ گئی ہے تو اسے دور کر دیا جائے۔

آیت نمبر (144 تا 145)

﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَ
مَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۴﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ
اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ۚ وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ
مِنْهَا ؕ وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۴۵﴾﴾

ترکیب

مَا کا اسم مُحَمَّدٌ ہے۔ اِس کی خبر محذوف ہے۔ اور مُحَمَّدٌ کا بدل ہونے کی وجہ سے رَسُوْلٌ مرفوع ہے۔ خَلَتْ کا فاعل الرُّسُلُ ہے۔ اَفَا۟ئِنْ کا جواب شرط اِنْقَلَبْتُمْ ہے۔ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ میں کَانَ کی خبر محذوف ہے۔ جو کہ مُمْكِنًا ہو سکتی ہے۔ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا کو تفسیر حقانی میں فعل محذوف کا مفعول مطلق مانا گیا ہے۔

ترجمہ

وَمَا مُحَمَّدٌ	اِلَّا	رَسُوْلٌ ۚ	قَدْ خَلَتْ	مِنْ قَبْلِهِ	الرُّسُلُ ؕ	اَفَا۟ئِنْ
اور نہیں ہیں محمدؐ	مگر	ایک رسول	گزرے ہیں	انؐ سے پہلے	رسول	تو کیا اگر

مَّاتَ	اَوْ قُتِلَ	انْقَلَبْتُمْ	عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ
وہؐ بے جان ہو جائیں گے	یا قتل کیے جائیں گے	تو تم لوگ پلٹ جاؤ گے	اپنی ایڑیوں پر

وَمَنْ	يَّنْقَلِبْ	عَلٰى عَقِبَيْهِ	فَلَنْ يَّضُرَّ	اللّٰهَ
اور جو	پلٹے گا	اپنی دونوں ایڑیوں پر	تو ہرگز نقصان نہیں کرے گا	اللہ کا

لِنَفْسٍ	وَمَا كَانَ	الشّٰكِرِيْنَ	اللّٰهُ	وَسَيَجْزِي	شَيْـًٔا ؕ
کسی جان کے لیے	اور نہیں ہے (ممکن)	شکر کرنے والوں کو	اللہ	اور جزا دے گا	کچھ بھی

وَمَنْ	كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ؕ	بِاِذْنِ اللّٰهِ	اِلَّا	تَمُوْتَ	اَنْ
اور جو	ایک لکھے ہوئے مقررہ وقت پر	اللہ کی اجازت سے	مگر	وہ بے جان ہو	کہ

يُّرِدْ	وَمَنْ	مِنْهَا ۚ	نُؤْتِهٖ	ثَوَابَ الدُّنْيَا	يُّرِدْ
ارادہ کرتا ہے	اور جو	اس میں سے	تو ہم دیتے ہیں اس کو	دنیا کے بدلے کا	ارادہ کرتا ہے

الشّٰكِرِيْنَ	وَسَنَجْزِي	مِنْهَا ؕ	نُؤْتِهٖ	ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ
شکر کرنے والوں کو	اور ہم جزا دیں گے	اس میں سے	تو ہم دیتے ہیں اس کو	آخرت کے بدلے کا

آیت نمبر (146 تا 148)

﴿وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا
اسْتَكَانُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٤٦﴾ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا
فِيْٓ اَمْرِنَا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿١٤٧﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ
ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٤٨﴾ ع﴾

س ر ف

(ن) سَرَفًا: کسی چیز کا ضرورت سے زیادہ ہونا۔

(افعال) اِسْرَافًا: کسی چیز کو ضرورت سے زیادہ کرنا۔ کسی کام میں حد سے تجاوز کرنا۔ ﴿يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ﴾ (39/الزمر:53) ''اے میرے بندو! جنھوں نے حد سے تجاوز کیا اپنے آپ پر، تم لوگ مایوس مت ہو اللہ کی رحمت سے۔''

مُسْرِفٌ: اسم الفاعل ہے۔ حد سے تجاوز کرنے والا۔ ﴿وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿٤٣﴾﴾ (40/المؤمن:43) ''اور یہ کہ حد سے تجاوز کرنے والے ہی آگ والے ہیں۔''

ترکیب

كَاَيِّنْ یہاں کم خبریہ کے معنی میں آیا ہے۔ مِنْ نَبِيٍّ اس کا اسم ہے۔ مَعَهٗ میں ہٗ کی ضمیر نَبِيٍّ کے لیے ہے۔ لفظی رعایت کے تحت ضمیر واحد آئی ہے لیکن کم خبریہ کا اسم ہونے کی وجہ سے اس میں جمع کا مفہوم ہے۔ قٰتَلَ کا فاعل رِبِّيُّوْنَ ہے، كَثِيْرٌ اس کی صفت ہے۔ كَثِيْرٌ واحد اور جمع دونوں کے لیے آتا ہے اور اس کی جمع كَثِيْرُوْنَ بھی آتی ہے لیکن یہ قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوئی۔ قَالُوْا رَبَّنَا سے الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ تک پورا جملہ كَانَ کا اسم ہے اور قَوْلَهُمْ، كَانَ کی خبر مقدم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

ترجمہ

رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ	مَعَهٗ	قٰتَلَ ۙ	وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ
بہت سے اللہ والوں نے	جن کے ساتھ (مل کر)	قتال کیا	اور نبیوں میں سے کتنے ہی ہیں

فَمَا وَهَنُوْا	لِمَآ	اَصَابَهُمْ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ 587
تو وہ لوگ ہمت نہیں ہارے	اس سے جو	پہنچی ان کو (کوئی تکلیف)	اللہ کی راہ میں

وَمَا ضَعُفُوْا	وَمَا اسْتَكَانُوْا ؕ	وَاللّٰهُ	يُحِبُّ	الصّٰبِرِيْنَ
اور نہ کمزور ہوئے	اور نہ جھکے	اور اللہ	پسند کرتا ہے	ثابت قدم رہنے والوں کو

وَمَا كَانَ	قَوْلَهُمْ	اِلَّآ اَنْ	قَالُوْا	رَبَّنَا	اغْفِرْ	لَنَا
اور نہیں تھا	ان کا کہنا	سوائے اس کے کہ	انہوں نے کہا	اے ہمارے رب	تو بخش دے	ہمارے لیے

ذُنُوْبَنَا	وَاِسْرَافَنَا	فِيْٓ اَمْرِنَا	وَثَبِّتْ	اَقْدَامَنَا
ہمارے گناہوں کو	اور ہمارے حد سے تجاوز کرنے کو	ہمارے کام میں	اور تو جما دے	ہمارے قدموں کو

وَانْصُرْنَا	عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ	فَاٰتٰىهُمُ	اللّٰهُ	ثَوَابَ الدُّنْيَا
اور تو ہماری مدد کر	کافروں کی قوم (کے مقابلہ) پر	تو دیا ان کو	اللہ نے	دنیا کا ثواب

وَحُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ	وَاللّٰهُ	يُحِبُّ	الْمُحْسِنِيْنَ
اور خوب ثواب آخرت کا	اور اللہ	پسند کرتا ہے	احسان کرنے والوں کو

آیت نمبر (149 تا 151)

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ۝١٤٩ بَلِ اللّٰهُ
مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝١٥٠ سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ
بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ۝١٥١ ﴾

ر ع ب

(ف) رَعَبًا خوف زدہ ہونا۔ ڈرنا۔

رُعْبٌ اسم ذات ہے۔ خوف۔ ہیبت۔ دہشت۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

س ل ط

(س۔ک) سَلَاطَةً کسی پر غلبہ حاصل کرنا۔ مسلط ہونا۔

سُلْطَانٌ فُعْلَانٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ متعدد معانی میں آتا ہے۔(۱) زبردست قوت۔(۲) اختیار غلبہ۔ (۳) قطعی دلیل۔سند۔﴿ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۚ﴾ (55/الرحمٰن:33)''اگر تم لوگوں میں استطاعت ہے کہ تم لوگ نکلو آسمانوں اور زمین کی قطاروں سے تو نکلو۔ تم لوگ نہیں نکلو گے مگر کسی قوت سے۔''﴿ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ ﴾ (14/ابراہیم:22)''اور نہیں تھا میرے لیے تم لوگوں پر کسی قسم کا کوئی اختیار سوائے اس کے کہ میں نے دعوت دی تم لوگوں کو۔''

587

(تفعیل) **تَسْلِيْطًا** کسی کو کسی پر اختیار دینا۔ غلبہ دینا۔﴿ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ﴾ (59/الحشر:6) ''اور لیکن اللہ غلبہ دیتا ہے اپنے رسولوں کو اس پر جس پر وہ چاہتا ہے۔''

ء	و	ی

(ض) **اِوَاءً** کسی کے ساتھ جُڑ جانا۔ ضم ہو جانا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ مختلف معانی میں آتا ہے۔ کسی جگہ اُترنا۔ پناہ لینا وغیرہ۔﴿ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ﴾ (11/ھود:43)''میں ٹھہروں گا کسی پہاڑ پر وہ بچائے گا مجھ کو پانی سے۔''

مَاْوٰى اسم الظرف ہے۔ اُترنے یا ٹھہرنے کی جگہ۔ منزل۔ پناہ گاہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

(افعال) **اِيْوَاءً** ٹھہرانا۔ جگہ دینا۔﴿ وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَخَاهُ ﴾ (12/یوسف:69)''اور جب وہ لوگ داخل ہوئے یوسفؑ کے پاس تو انہوں نے جگہ دی اپنے پاس اپنے بھائی کو۔''

ث	و	ی

(ض) **ثَوَاءً** کسی جگہ مستقل قیام کرنا۔ ٹھکانا۔

ثَاوٍ اسم الفاعل ہے۔ قیام کرنے والا۔﴿ وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ ﴾ (28/القصص:45)''اور آپؐ قیام کرنے والے نہیں تھے اہل مدین میں۔''

مَثْوٰى اسم الظرف ہے۔ مستقل قیام کرنے کی جگہ۔ ٹھکانہ۔ آیت زیر مطالعہ۔

ترکیب

اِنْ کا جواب شرط يَرُدُّوْكُمْ ہے۔ فَتَنْقَلِبُوْا کا فا سببیہ ہے۔ خٰسِرِيْنَ حال ہے۔ مَالَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا، یہ پورا جملہ اَشْرَكُوْا امفعول ہے۔ يُنَزِّلْ کی ضمیر فاعلی اللہ کے لیے ہے۔

ترجمہ

كَفَرُوْا	الَّذِيْنَ	اِنْ تُطِيْعُوا	اٰمَنُوْٓا	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
کفر کیا	ان لوگوں کی جنہوں نے	اگر تم لوگ اطاعت کرو گے	ایمان لائے	اے لوگو! جو

خٰسِرِيْنَ	فَتَنْقَلِبُوْا	عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ	يَرُدُّوْكُمْ
خسارہ اُٹھانے والے ہوتے ہوئے	نتیجتاً تم لوگ پلٹو گے	تمہاری ایڑیوں پر	تو وہ لوگ لوٹا دیں گے تم کو

سَنُلْقِيْ	خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ۝۱۵۰	وَهُوَ	مَوْلٰىكُمْ ۚ	اللّٰهُ	بَلِ
ہم ڈالیں گے	بہترین مددگار ہے	اور وہ	تمہارا کارساز ہے	اللہ	بلکہ

فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ	كَفَرُوا	الرُّعْبَ	بِمَآ	اَشْرَكُوْا
ان کے دلوں میں جنھوں نے	کفر کیا	دہشت	بسبب اس کے جو	587 انہوں نے شریک کیا

بِاللّٰهِ	مَا	لَمْ يُنَزِّلْ	بِهٖ	سُلْطٰنًا ج	وَمَاْوٰىهُمُ
اللہ کے ساتھ	اس کو،	اس نے اُتاری ہی نہیں	جس کے لیے	کوئی سند	اور ان کی منزل

النَّارُ ط	وَبِئْسَ	مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ
آگ ہے	اور کتنی بُری ہے	ظالموں کی قیام گاہ

آیت نمبر (152 تا 153)

﴿وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ج حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَ
عَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ط مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ج ثُمَّ
صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ج وَ لَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ط وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَ
لَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّ الرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِىْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّاۢ بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَ
لَا مَآ اَصَابَكُمْ ط وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾﴾

ص ع د

(س) **صَعَدًا**: سیڑھی یا بلندی پر چڑھنا۔﴿اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ﴾ (35/ فاطر:10)''اس کی طرف ہی چڑھتا ہے پاکیزہ کلام۔''

صَعَدٌ: صفت ہے۔ چڑھائی والا۔ مشکل۔﴿وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿۱۷﴾﴾ (72/الجن:17)''اور جو اعراض کرتا ہے اپنے رب کی یاد سے تو وہ ڈالے گا اس کو ایک مشکل عذاب میں۔''

صَعُوْدٌ: فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ دشوار چڑھائی۔﴿سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾ ط﴾ (74/المدثر:17)''میں مبتلا کروں گا اس کو ایک دشوار چڑھائی میں۔''

صَعِيْدٌ: فَعِيْلٌ کا وزن ہے۔ زمین کی سخت سطح۔ (۱) میدان۔ (۲) مٹی۔﴿وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ﴿۸﴾ ط﴾ (18/الکہف:8)''اور بیشک میں بنانے والا ہوں اس کو جو اس پر ہے ایک بنجر میدان۔''﴿فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا﴾ (4/النساء:43)''تو تم لوگ تیمم کرو کسی پاک مٹی سے۔''

(افعال) **اِصْعَادًا**: اونچی زمین میں سفر کرنا۔ تیز دوڑنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(تفعّل) **تَصَعُّدًا**: بتکلف چڑھنا۔ ہانپتے کانپتے چڑھنا۔﴿كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِى السَّمَآءِ ط﴾ (6/الانعام:125)''گویا کہ وہ ہانپتے کانپتے چڑھتا ہے آسمان میں۔''

ف و ت

(ن) **فَوْتًا**: کسی چیز کا کسی کی دسترس یا پہنچ سے دور ہوجانا۔ ہاتھ سے نکل جانا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

(تفاعل) **تَفَاوُتًا** ایک دوسرے کی پہنچ سے دور ہونا۔ باہم مختلف ہونا۔ ﴿مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ﴾ (67/ الملک: 3) ''تو نہیں دیکھے گا رحمٰن کی خلقت میں کوئی نقص۔''

587

ترکیب

صَدَقَ کا مفعول اوّل کُمْ کی ضمیر ہے اور وَعْدَہٗ مفعول ثانی ہے۔ حَتّٰٓی اِذَا میں اِذَا پیچھے کے اِذْ پر عطف ہے اس لیے یہ ماضی کے معنی دے گا۔ فِی الْاَمْرِ پر لام تعریف ہے۔ تَلْوٗنَ کا مفعول محذوف ہے۔ جو اَعْنَاقَکُمْ ہوسکتا ہے۔ اُخْرٰىکُمْ میں اُخْرٰی فُعْلٰی کے وزن پر صفت ہے۔ اس کا موصوف محذوف ہے جو طَآئِفَۃٍ ہوسکتا ہے۔

ترجمہ

وَلَقَدْ صَدَقَکُمُ	اللّٰہُ	وَعْدَہٗٓ	اِذْ تَحُسُّوْنَھُمْ
اور یقیناً سچ کر دیا ہے تم سے	اللہ نے	اپنے وعدے کو	جب تم لوگ قتل کرتے تھے ان کو

بِاِذْنِہٖ ۚ	حَتّٰٓی	اِذَا فَشِلْتُمْ	وَتَنَازَعْتُمْ
اس کی اجازت سے	یہاں تک کہ	جب تم لوگوں نے بزدلی کی	اور باہم اختلاف کیا

فِی الْاَمْرِ	وَعَصَیْتُمْ	مِّنْۢ بَعْدِ مَآ	اَرٰىکُمْ
اس فیصلے میں	اور تم نے حکم عدولی کی	اس کے بعد کہ جو (یعنی جب)	اس نے دکھایا تم کو

مَّا	تُحِبُّوْنَ ؕ	مِنْکُمْ مَّنْ	یُّرِیْدُ	الدُّنْیَا	وَمِنْکُمْ مَّنْ
وہ، جو	تم لوگ پسند کرتے ہو	تم میں وہ بھی ہیں جو	ارادہ کرتے ہیں	دنیا کا	اور تم میں وہ بھی ہیں جو

یُّرِیْدُ	الْاٰخِرَۃَ ۚ	ثُمَّ	صَرَفَکُمْ	عَنْھُمْ	لِیَبْتَلِیَکُمْ ۚ
ارادہ کرتے ہیں	آخرت کا	پھر	اس نے پھیرا تم کو	ان سے	تاکہ وہ آزمائش میں ڈالے تم کو

وَلَقَدْ عَفَا	عَنْکُمْ ؕ	وَاللّٰہُ	ذُوْ فَضْلٍ	عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ
اور یقیناً اس نے درگزر کیا ہے	تم لوگوں سے	اور اللہ	فضل (کرنے) والا ہے	مومنوں پر

اِذْ تُصْعِدُوْنَ	وَلَا تَلْوٗنَ	عَلٰٓی اَحَدٍ	وَّالرَّسُوْلُ
جب تم دوڑتے جاتے تھے	اور نہیں گھماتے تھے (اپنی گردنوں کو)	کسی ایک پر	حالانکہ یہ رسولؐ

یَدْعُوْکُمْ	فِیْٓ اُخْرٰىکُمْ	فَاَثَابَکُمْ	غَمًّۢا بِغَمٍّ
بلاتے تھے تم کو	تمہارے پیچھے سے	تو اس نے بدلے میں دیا تم کو	غم پر غم

لِّکَیْلَا تَحْزَنُوْا	عَلٰی مَا	فَاتَکُمْ	وَلَا مَآ	اَصَابَکُمْ ؕ
تاکہ تم لوگ مت پچھتاؤ	اس پر جو	نکل گیا تم سے	اور نہ اس پر جو	آ گا تم کو

وَاللّٰہُ	خَبِیْرٌۢ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ
اور اللہ	باخبر ہے	اس سے جو	تم لوگ کرتے ہو

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ